فتنۂ وہابیت
احادیث کی روشنی میں
تالیف
حضرۃ العلامہ شیخ الاسلام عارف باللہ مولانا الحافظ خان بہادر
محمد انوار اللہ فاروقی
فضیلت جنگ قدس اللہ سرہ العزیز بانی جامعہ نظامیہ

فتنۂ وہابیت
احادیث کی روشنی میں

دین میں ادب کی نہایت ضروت ہے۔ اور جس کسی کی طبیعت میں گستاخی اور بے ادبی ہو ضرور ہے کہ تدین میں اس کے کچھ نہ کچھ علت ہو گی۔ سبب اسکا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب شیطان نے آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں گستاخانہ 'انا خیر منہ' کہا اور ابدالآباد کے لئے مردود بارگاہ کبریائی ٹھیرا اسی وقت سے آدمیوں کی عداوت اس کے دل میں جمی اور انکی خرابی کے درپے ہوا' کما قال، وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿ترجمہ: تو میں ان سب کو بہکاؤں گا۔ سورۃ الحجر آیت: ۹۳﴾ اقسام کی تدابیر سوچیں مگر اس غرض کو پوری کرنے میں اس سے بہتر کونسی تدبیر ہو سکتی ہے جس کا تجربہ خود اس کی ذات پر ہو چکا ہے۔ یعنی دعوی انانیت اور ہمسری بزرگان دین۔ جب دیکھا کہ گستاخی اور بے ادبی کو مردود بنانے میں نہایت درجہ کا اثر اور کمال ہے اس لئے اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ﴿ترجمہ: تم ہمارے جیسے ہی بشر ہو۔ سورہ ابراہیم، آیت ۱۰﴾ کی عام تعلیم شروع کر دی چنانچہ ہر زمانہ

کے کفار نے انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں یہی کہا کہ اب اس کلام کو دیکھئے تو اسمیں بھی وہی بات ہے جو'انا خیر منہ' میں تھی۔ اور اگر کسی قدر فرق ہے تو وہ بھی بے موقع نہیں کیونکہ تابع و متبوع کی ہمتوں میں اتنا فرق ضرور ہے جس پر تفاوت درجات و درکات مرتب ہوں۔ غرض کہ انبیاء علیہم السلام نے ہزار ہا معجزے دکھائے مگر کفار کے دلوں میں ان کی عظمت اس نے جمنے نہ دی۔ پھر جن لوگوں نے انکی عظمت کو مان لیا اور مسلمان ہوئے ان سے کسی قدر اس کو مایوسی ہوئی۔ کیونکہ ان سے تو وہ بے باکی نہیں ہوسکتی تھی جو کفار سے ظہور میں آئی یہاں اس فکر کی ضرورت ہوئی کہ وہ چیز دکھائی جائے جو دین میں بھی محمود ہو آخر یہ سونچا کہ راست گوئی کے پردے میں یہ مطلب حاصل ہوسکتا ہے۔

بس یہاں سے دروازہ بے ادبی کا کھول دیا۔ اب کیسی ہی ناشائستہ بات کیوں نہ ہو اس لباس میں آراستہ کر کے احمقوں کے فہم میں ڈال دیتا ہے اور کچھ ایسا بے وقوف بنادیتا ہے کہ راست گوئی کی دھن میں نہ ان کو کسی بزرگ کی حرمت وتوقیر کا خیال رہتا ہے نہ اپنے انجام کا اندیشہ۔ چنانچہ کسی بے وقوف نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ جو یہ مال بانٹتے ہیں اس میں عدل وانصاف کیجئے چنانچہ بخاری شریف میں

ہے:

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ انہ قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقسم قسما اذ اتاہ ذو الخویصرۃوھو رجل من بنی تمیم فقال یا رسول اللہ اعدل فقال ویلک ومن یعدل اذا لم اعدل قد خبت و خسرت ان لم أکن أعدل فقال عمرؓ یا رسول اللّٰہ! ائذن لی فیہ فاضرب عنقہ فقال لہ دعہ فان لہ أصحابا یحقر أحد کم صلوتہ مع صلوتھم وصیامہ مع صیامھم یقرئون القراٰن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ ینظر الی نصلہ فلا یوجد فیہ شئ ثم ینظر الی رصافہ فلا یوجد فیہ شئ ثم ینظر الی نضیّہ وھو قدحہ فلا یوجد فیہ شئ ثم ینظر الی قذذہ فلا یوجد فیہ شئ قد سبق الفرث والدم آیتھم رجل أسود احدی عضدیہ مثل ثدی المرأۃ أو مثل البضعۃ تدردر و یخرجون علی حین فرقۃ من الناس ابو سعید فاشھد انی سمعت ھذا الحدیث من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و أشھدان علی ابن أبی طالب قاتلھم وانا معہ فامر بذلک الرجل فالتمس فاتی بہ حتی نظرت الیہ علی نعت النبی

صلی الله علیه وسلم الذی نعته﴿محمد بن اسماعیل، بخاری شریف، جلدثانی، ص۱۲٤، جلد اول، ص۵۰۹﴾۔

ترجمہ: روایت ہے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ ایک بار ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے اور حضرت کچھ مال تقسیم فرما رہے تھے کہ ذوالخویصرہ آیا جو قبیلہ بنی تمیم سے تھا۔ اور کہا: یارسول اللہ ﷺ عدل کیجئے حضرت ﷺ نے فرمایا: تیری خرابی ہو جب میں ہی عدل نہ کروں تو پھر کون کرے گا۔ اور جب میں نے عدل نہ کیا تو تو محروم اور بے نصیب ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! حکم دیجئے کہ اس کی گردن ماروں۔ فرمایا: جانے دو۔ اس کے رفقاء ایسے لوگ ہیں کہ ان کی نماز اور روزوں کے مقابلہ میں تم لوگ اپنی نماز و روزوں کو حقیر سمجھو گے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلے کے نیچے نہ اتریگا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے کہ باوجود یہ کہ اس جانور کے پیٹ کی آلایش وخون میں سے پار ہوتا ہے۔ مگر نہ اس کے پیکاں میں کچھ لگا ہوتا ہے نہ اسکے بدن میں جس سے پیکاں باندھا جاتا ہے نہ لکڑی میں نہ پر میں۔ نشانی انکی یہ ہے کہ ان میں ایک شخص سیاہ فام ہوگا جس کا ایک بازو مثل عورت کی پستان کے یا مثل گوشت پارہ کے حرکت کرتا ہوگا۔ وہ لوگ

اس وقت نکلیں گے جب لوگوں میں تفرقہ ہوگا ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس حدیث کو میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ علی کرم اللہ وجہہ نے ان لوگوں کو قتل کیا اور میں بھی علیؓ کے ساتھ تھا انہوں نے بعد فتح کے حکم کیا کہ اس شخص کی تلاش کی جائے جس کی خبر حضرت ﷺ نے دی تھی۔ چنانچہ جب اسکی لاش لائی گئی دیکھا میں نے کہ جتنی نشانیاں اس کی حضرت ﷺ نے کہی تھی سب اس میں موجود تھیں۔انتہی

الحاصل۔شیطان نے اس احمق کے ذہن میں یہی جمایا کہ عدل بیشک عمدہ شئے ہے اگر صاف صاف حضرت ﷺ سے اس بارے میں کہدیا جائے تو کیا مضایقہ۔اس بے وقوف نے یہ نہ خیال کیا کہ بات تو چھوٹی ہے۔مگر بہ نسبت شان نبوی کتنی بڑی بے ادبی ہوگی اور انجام اس کا کیا ہوگا چنانچہ اسی بے ادبی پر واجب القتل ہوگیا تھا۔مگر چونکہ آنحضرت ﷺ کو منظور تھا کہ علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے اپنے تمام مشربوں کے ساتھ مارا جائے اسلئے باوجود حضرت عمرؓ کی درخواست کے اس وقت اغماض فرمایا چنانچہ اس حدیث سے ظاہر ہے۔

عن نبیط بن شریط قال لما فرغ علی من قتال أهل النهروان

قال اقلبوا القتلی فقلبنا هم حتی خرج فی آخرهم رجل أسود علی کتفهٖ مثل حلمة الثدی فقال علی اللّٰه أکبر و الله ما کذبت ولا کذبت کنت مع النبی ﷺ وقد قسم فیئا فجاء هذا فقال یا محمد ﷺ اعدل فوالله ما عدلت منذ الیوم فقال النبی ﷺ ثکلتك أمك ومن یعدل علیك اذا لم أعدل فقال عمر بن الخطاب یا رسول اللّٰه! ألا أقتله فقال النبی ﷺ لا دعه فان له من یقتله فقال صدق الله ورسوله۔ خط کذا فی کنزالعمال﴿کنز العمال۔ حدیث ١٢٤۔ ص ٣٠٧۔ جلد ١١۔جدید طباعت، دائرة المعارف العثمانیه، حیدرآباد﴾۔

ترجمہ: روایت ہے نبیط ابن شریط سے کہ جب فارغ ہوئے علی رضی اللہ عنہ اہل نہروان کے قتل سے کہا کشتوں میں اس شخص کو تلاش کرو جب ہم نے خوب ڈھونڈا تو سب کے آخر میں ایک شخص سیاہ فام نکلا جس کے شانہ پر ایک گوشتپارہ مثل سر پستان کے تھا یہ دیکھتے ہی علی رضی اللہ عنہ سنے کہا اللہ اکبر قسم ہے خدا کی نہ مجھے جھوٹی خبر دی گئی نہ میں اسکا مرتکب ہوا ایک بار ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور حضرت ﷺ غنیمت کا مال تقسیم فرما رہے تھے کہ یہ شخص آیا اور کہا: اے محمد ﷺ عدل کیجئے کہ آج آپ نے

عدل نہیں کیا۔ حضرت ﷺ نے فرمایا: تیری ماں تجھ پر روئے جب میں عدل نہ کروں تو پھر کون عدل کرے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کیا اس کو قتل نہ کروں؟ فرمایا: نہیں چھوڑ دو اسکو قتل کرنے والے کوئی اور شخص ہیں۔ علیؓ نے یہ کہہ کر صدق اللہ ﴿اللہ نے سچ فرمایا﴾ کہا انتہی۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ سب سے پہلے وہی شخص قتل کیا گیا اس لئے اس کی لاش سب لاشوں کے نیچے تھی۔ اب دیکھئے کہ اس ایک گستاخی نے اس شخص کو کہاں پہنچا دیا اور وہ کثرت عبادت اور ریاضت اس کے کس کام آئی۔ جس کی تصریح اس حدیث میں ہے۔

عن ابی برزة قال اتی رسول الله ﷺ بدنا نیر فجعل یقمسها وعنده رجل اسود مطموم الشعر علیه ثوبان ابیضان بین عینیهٖ اثر السجود و کان یتعرض لرسول الله ﷺ فلم یعطه فاتاه فعرض من قبل وجههٖ فلم یعطه واتاه من قبل یمینه فلم یعطه شیئا ثم اتاه من قبل شماله فلم یعطه شیئا ثم اتاه من خلفه فلم یعطه شیئا فقال یا محمد ما عدلت منذ الیوم فی القسمة فغضب رسول الله ﷺ غضبا شدیدا ثم قال والله لا تجدون احدا اعدل

علیکم منی ثلاث مرات ثم قال یخرج علیکم رجال من قبل المشرق کان ھذا منھم ھکذا یقرئون القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیة ثم لایعودون الیه ووضع یده علی صدره سیماھم التحلیق لایزالون یخرجون آخرھم مع المسیح الدجال فإذا رأیتموھم فاقتلوھم ثلثا! ھم شر الخلق و الخلیقة یقولھا ثلثا، حم ن وابن جریر طب، ك کذا فی کنزالعمال﴿کنز العمال۔ حدیث ۱۶۱۶۔ ص۲۹۳۔ جلد ۱۱۔ جدید طباعت﴾۔

ترجمہ: روایت ہے ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہیں سے دینار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے تھے اسکو تقسیم فرمانا شروع کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص جو سیاہ فام تھا سر کے بال کترایا ہوا اور سفید کپڑے پہنا ہوا جس کے دونوں آنکھوں کے بیچ میں اثر سجدہ کا نمایاں تھا چاہتا تھا کہ حضرت کچھ عنایت فرمادیں۔ مگر حضرت نے کچھ نہ دیا۔ روبرو آکر سوال کیا کچھ عنایت نہ فرمایا داہنی طرف سے آکر سوال کیا جب بھی کچھ نہ ملا بائیں طرف سے آکر مانگا کچھ نہ ملا پیچھے سے آکر سوال کیا جب بھی کچھ نہ پایا کہا: اے محمد ﴿صلی اللہ علیہ وسلم﴾ آج آپ نے تقسیم میں عدل نہ

کیا حضرت ﷺ اس بات پر بہت خفا ہوئے اور شدت غضب سے تین بار فرمایا خدا کی قسم مجھ سے زیادہ عدل کرنے والا تم کسی کو نہ پاؤ گے۔ پھر فرمایا: یہ ان لوگوں میں سے ہے جو تم پر مشرق کے طرف سے نکلیں گے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر نہ لوٹیں گے دین کی طرف اور دست مبارک سینہ پر رکھ کر فرمایا نشانی ان کی یہ ہے کہ سر کے بال منڈوایا کریں گے۔ ہمیشہ وہ لوگ نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ آخر دجال کے ساتھ ہوں گے پھر تین بار فرمایا کہ جب تم ان کو دیکھو تو قتل کر ڈالو وہ لوگ تمام مخلوقات سے بدتر ہیں یہ جملہ تین بار فرمایا۔ روایت کیا اس کو امام احمد اور نسائی اور ابن جریر اور طبرانی اور حاکم نے انتہی۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ وہ شخص نہایت عابد تھا کہ کثرت صلوۃ سے پیشانی میں اسکے گٹھا پڑ گیا تھا غرض کہ ان احادیث میں تامل کرنیکے بعد ہر شخص معلوم کرسکتا ہے کہ باوجود کثرت عبادت اور ریاضت شاقہ کے وہ شخص اور اس کے ہم خیال جو واجب القتل اور بدترین مخلوقات ٹھیرے۔ وجہ اس کی سوائے بے ادبی اور گستاخ طبعی کے اور کوئی نہ نکلے گی۔ اب اس قوم کا حال سنئے جس کی نسبت آنحضرت ﷺ نے بے ادب اصحاب فرمایا

ہے۔ابن اثیرؒ نے تاریخ کامل ﴿جلد ثالث ص:۱۲۷﴾ میں لکھا ہے ابتداء اس گروہ یعنی خوارج کی یہ ہوئی کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں طرفین سے ہزارہا صحابہؓ اور تابعین شہید ہوئے آخر یہ ٹھیرا کہ دونوں طرف سے دو شخص معتمد قرار پائیں جو موافق کتاب وسنت کے کوئی ایسی تدبیر نکالیں کہ لڑائی موقوف ہو اور باہمی جھگڑے مٹ جائیں۔ چنانچہ علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے ابو موسی عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے اور طرفین سے عہد نامہ لکھا گیا۔ پھر اشعث بن قیس نے اس کاغذ کو لیکر ہر ہر قبیلہ میں سنانا اور اس کا اشتہار دینا شروع کیا۔ جب قبیلہ بنی تمیم میں پہنچے عروہ بن اویہ تمیمی نے ان کو کہا کہ اللہ کے امر میں آدمیوں کو حکم بناتے ہیں سوائے اللہ تعالی کے کوئی حکم نہیں کرسکتا یہ کہہ کر اشعث بن قیس کے سواری کے جانور کو تلوار ماری اور اس پر سخت جھگڑا ہوا ﴿تاریخ کامل، جلد ثالث، ص:۱۳۲﴾ جب علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی فرمایا بات تو سچی ہے مگر مقصود اس سے باطل ہے اگر وہ لوگ سکوت کریں تو ہم ان پر مصیبت ڈالیں گے اور اگر گفتگو کریں تو ان پر دلیل قائم کریں گے اور اگر مقابل ہوں تو ہم ان سے لڑیں گے یہ سنتے ہی یزید بن

عاصم محاربی اٹھ کھڑا ہوا اور خطبہ پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے حمد اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہے جس سے ہم مستغنی نہیں ہوسکتے۔ یا اللہ پناہ مانگتے ہیں ہم تجھ سے کہ اپنے دین میں دناءت اور کم ہمتی کو عمل میں لائیں کیونکہ اس میں مداہنت ہے اللہ کے امر میں اور ذلت ہے جو اللہ تعالی کے غصہ کی طرف لیجاتی ہے۔ اے علی رضی اللہ عنہ کیا ڈراتے ہو تم ہم کو قتل سے آگاہ رہو قسم ہے اللہ کی میں امید رکھتا ہوں کہ مارینگے ہم تم کو تلواروں کی دھار سے تب تم جانوگے کہ ہم میں سے کون مستحق عذاب ہے پھر اسکے بھائی نکلے اور خوارج کے ساتھ مل گئے اسی طرح روز بروز جمعیت ان کی بڑھتی چلی ایک روز سب عبداللہ بن وہب راسبی کے گھر میں جمع ہوئے اور اس نے خطبہ پڑھا جس میں دنیا کی بے ثباتی اور خواہش دنیا کی خرابیاں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ضرورت بیان کی۔ پھر کہا کہ اس شہر کے لوگ ظالم ہیں ہمیں لازم ہے کہ پہاڑوں یا دوسرے شہروں کی طرف نکل جائیں تا کہ ان گمراہ کرنے والی بدعتوں سے ہمارا انکار ثابت ہو جائے اس کے بعد حرقوص ابن زہیر کھڑا ہوا اور خطبہ پڑھا کہ لوگو متاع اس دنیا کی بہت تھوڑی ہے اور جدائی اس سے قریب ہے کہیں زینت اور تازگی اس کی تمہیں اسی میں مقام کرنے پر آمادہ نہ کرے اور طلب حق اور انکار ظلم سے

نہ پھرے اور یہ آیت پڑھی۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿القرآن الحکیم الآیۃ۔۱۲۸، سورۃ النحل﴾۔ یعنی اللہ تعالی متقیوں کے ساتھ ہے۔

اس خطبہ کے بعد حمزہ ابن سنان اسدی نے کہا: اے قوم رائے وہی ہے جو تم نے سونچی ہے مگر اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک شخص مقرر ہو جو متولی تمامی امور کا ہو سکے سب نے زید بن حصین طائی پر اتفاق کیا مگر اس نے امارت کو قبول نہ کیا۔ پھر حرقوص ابن زھیر پر سب کی رائے قرار پائی اس نے بھی انکار کیا اسی طرح حمزہ بن سنان اور شریح ابن اوفی عبسی نے بھی انکار کیا۔ پھر سب نے عبداللہ بن وہب کی طرف رجوع کیا جب اس نے دیکھا کہ کوئی قبول ہی نہیں کرتا بہ مجبوری قبول کیا اور کہا: خدا کی قسم مجھے اس امارت کے قبول کرنے میں مطلقا خواہش دنیوی نہیں اور نہ موت سے خوف ہے کہ اس سے باز رہوں غرض کہ میں نے صرف اللہ کے واسطے قبول کیا ہے اگر اس میں مر جاؤں تو کچھ پرواہ نہیں پھر سب شریح ابن اوفی عبسی کے گھر جمع ہوئے۔

اس مجلس میں ابن وہب نے کہا: اب کوئی شہر ایسا دیکھنا چاہیئے کہ ہم سب اسی میں جمع ہوں اور اللہ تعالی کا حکم جاری کریں کیونکہ اہل حق اب

تمہی لوگ ہو سب نے بالاتفاق نہروان کو پسند کیا اور روانہ ہو گئے ﴿تاریخ کامل، جلد: ثالث، ص: ۱۲۵﴾۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کو نامہ لکھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' طرف سے عبداللہ علی امیر المؤمنین کے زید بن حصین اور عبداللہ بن وہب اور ان کے اتباع کو۔ معلوم ہو کہ وہ دو حکم جن کے فیصلہ پر ہم راضی ہوئے تھے انہوں نے کتاب اللہ کے خلاف کیا اور بغیر اللہ کی ہدایت کے اپنی خواہشوں کی پیروی کی جب انہوں نے قرآن وسنت پر عمل نہیں کیا تو اللہ اور اللہ کے رسول اور سب اہل ایمان ان سے بری ہو گئے۔ تم لوگ اس خط کے دیکھتے ہی ہماری طرف چلے آؤ تا کہ ہم اپنے اور تمہارے دشمن کی طرف نکلیں اور اب ہم اپنی اسی پہلی بات پر ہیں۔ انتھی۔

اس نامہ کے جواب میں انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اب تمہارا غضب خدا کے واسطے نہیں ہے اس میں نفسانیت شریک ہے۔ اب بھی اگر اپنے کفر پر گواہی دیتے ہو اور نئے سرے سے توبہ کرتے ہو تو دیکھا جائے گا ورنہ ہم نے تم کو دور کر دیا کیونکہ اللہ تعالی خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ انتھی۔

اب دیکھئے کہ وہ لوگ کیسے بڑے موحد تھے کہ جن کے نزدیک آدمی کو حکم بنانا شرک تھا اور بدعت سے انہیں کس قدر تنفر تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شہر کو اس خیال سے کہ بدعتیوں کا شہر ہے چھوڑ دیا اور دنیا کی بے ثباتی اور زہد و تقوی کی ترغیب و تحریص اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام اور امارت کے قبول کرنے میں ہر ایک کا عذر و حیلہ وغیرہ وغیرہ یہ سب امور ایسے ہیں کہ جو شخص سنے کمال دینداری پر اس گروہ کے گواہی دینے کو مستعد ہو جائے اس سے بڑھکر کیا ہو کہ خود صحابہؓ کو ان کی حقانیت کا دھوکا ہوتا تھا جیسا کہ حضرت جندبؓ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔

عن جندب قال لما فارقت الخوارج علیاؓ خرج فی طلبهم وخرجنا معه فانتهينا الى عسكر القوم فاذا لهم دوى كدوى النحل من قراء ة القرآن واذا فيهم اصحاب النقيات و اصحاب البرانس فلما رأيتهم دخلنى من ذلك شدة فتنحيت فركزت رمحى ونزلت عن فرسى و وضعت برنسى فنشرت عليه درعى واخذت بمقود فرسى فقمت اصلى الى رمحى وانا اقول فى صلاتى اللهم ان كان قتال هؤلاء القوم لك طاعة۔ فأذن لى فيه وان كان معصية فارنى برأيك فانا كذلك اذ اقبل على بن ابى

طالب رض علی بغلة رسول الله ﷺ فلما جاء الی قال تعوذ بالله یا جندب من شر السخط فجئت اسعی الیه ونزل فقام یصلی اذ اقبل رجل فقال یا امیر المؤمنین ألك حاجة فی القوم قال وما ذالك قال قطعوا النهر فذهبوا قال ما قطعوه قلت سبحان الله ثم جاء آخر فقال قد قطعوا النهر فذهبوا قال ماقطعوه قال سبحان الله ثم جآء آخر قدقطعوا النهر فنبهوا قال ما قطعوه' ثم جآء آخر فقال قد قطعو النهر فنهبوا قال علی ما قطعوه ولا یقطعوه ولیقتلن دونه عهد من الله ورسوله ثم رکب فقال لی یا جندب اما انا فابعث الیهم رجلا یقرء المصحف یدعو الی کتاب ربهم وسنة نبیهم فلا یقبل علینا بوجهه حتی یرشقوه بالنبل یا جندب اما انه لا یقتل منا عشرة ولا ینجو منهم عشرة ثم قال من یأ خذ هذا المصحف فیمشی به الی هولاء القوم فیدعوهم الی کتاب الله وسنة نبیهم وهو مقتول وله الجنة فلم یجبه الاشاب من بنی عامر بن صعصعة فقال له علی خذ هذا فأخذ المصحف اما انك مقتول ولست مقبلا علینا بوجهك حتی یرشقوك بالنبل فخرج الشاب بالمصحف الی القوم فلما دنا منهم حیث یسمعوا قاموا

ونشبوا الفتی قبل ان یرجع فرماه انسان فاقبل علینا بوجهه فقعد فقال علی دونکم القوم قال جندب فقتلت بکفی هذه ثمانية قبل ان اصلی الظهر وما قتل منا عشرة ولا نجا منهم عشرة كما قال۔ طس کذا فی کنزالعمال ﴿کنزالعمال حدیث: ۱۱۸۰، جلد: ۱۱، ص: ۲۷۴﴾۔

ترجمہ: روایت ہے جندبؓ سے کہ جب خوارج علیحدہ ہوگئے علی رضی اللہ عنہ انکی تلاش میں نکلے اور ہم بھی ساتھ تھے جب ہم ان کے لشکر کے قریب پہنچے تو ایک شور قرآن شریف پڑھنے کا سنا گیا اور حالت انکی یہ کہ تہمد بندھے ہوئے اور ٹوپیاں اوڑھے ہوئے یعنی کمال درجہ کے زاہد و عابد نظر آتے تھے انکا یہ حال دیکھنے سے تو انکا قتال مجھ پر نہایت شاق ہوا اور ایک طرف نیزہ گاڑھ کر ٹوپی اور زرہ اس پر لگا دیا اور گھوڑے سے اتر کر نیزہ کی طرف نماز پڑھنا شروع کیا۔ اور اس میں یہ دعا کی کہ الٰہی اگر اس قوم کا قتل کرنا تیری اطاعت ہے تو مجھے اجازت مل جائے اور اگر معصیت ہے تو مجھے اس رائے پر اطلاع ہو۔ ہنوز اس سے فارغ ہوا نہ تھا کہ علی رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا: اے جندب شر نا رضا مندی سے پناہ مانگو میں یہ سنتے ہی ان کی طرف دوڑا اور وہ اتر کر نماز پڑھنے لگے اتنے میں

ایک شخص آیا اور کہا: یا امیر المؤمنین کیا آپ کو ان لوگوں سے کچھ حاجت ہے۔ فرمایا: کیا بات، کہا: وہ سب نہر سے پار ہو گئے یعنی اب انکا تعقب مشکل ہے فرمایا: پار نہیں ہوئے میں نے کہا: سبحان اللہ۔ پھر دوسرا شخص آیا اور کہا کہ وہ لوگ نہر کے پار اتر گئے۔ فرمایا نہیں۔ اس نے کہا سبحان اللہ۔ پھر تیسرا شخص آیا ویسا ہی کہا اور وہی جواب پایا پھر چوتھا شخص آیا اور وہی کہا فرمایا: نہ وہ پار اترے اور نہ اتریں گے اسی طرف سب قتل کئے جائیں گے۔ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ بات ٹھیری ہوئی ہے۔ پھر سوار ہوئے اور فرمایا: اے جندب میں ایک شخص کو ان کی طرف بھیجتا ہوں جو قرآن پڑھ کے ان کو ان کے رب کی کتاب اور ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرف بلائے دیکھ لینا کہ وہ شخص ہماری طرف متوجہ ہونے نہ پائے گا کہ اس کو تیروں سے ماریں گے۔ اب جندب ہم میں سے دس شخص نہ مارے جائیں گے اور ان میں سے دس آدمی نہ بچیں گے۔ پھر فرمایا: کوئی ہے کہ یہ مصحف اس قوم کی طرف لیجائے اور ان کو اللہ تعالی کی کتاب اور ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرف بلائے اور مارا جائے پھر اسکے لئے جنت ہو۔ کسی نے جواب نہ دیا سوائے ایک جوان کے جو بنی عامر سے تھا فرمایا کہ یہ مصحف لیجاؤ اور تم لوٹ کے نہ آؤ گے۔ وہ جوان قرآن لیکر ان کی

طرف روانہ ہوا جب ایسے موقع پر پہنچا کہ اس کی آواز ان تک پہنچے لگی وہ لوگ کھڑے ہوگئے اور تیر مارنا شروع کیا۔

قبل اس کے کہ وہ لوٹے اک شخص کا تیر اس کو لگا وہ جوان تیر کے لگتے ہی ہمارے لشکر کی طرف منہ کیا اور بیٹھ گیا اس وقت علی کرم اللہ وجہہ نے حکم دیا کہ اب اس قوم کو لو۔ جندبؓ کہتے ہیں کہ میں نے قبل نماز ظہر اس ہاتھ سے آٹھ آدمیوں کو قتل کیا اور جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ ہمارے دس آدمی شہید نہ ہوئے اور ان کے دس آدمی نہ بچے روایت کیا اس کو طبرانی نے انتھی۔

دیکھئے جندب رضی اللہ عنہ پر ان کے زہد وعبادت کا کس قدر اثر پڑا کہ ان کے ساتھ جنگ کرنے میں ان کو تردد ہوگیا تھا۔ اگر وہ تمام پیشن گوئیاں علی کرم اللہ وجہہ کی وقوع میں نہ آتیں تو معلوم نہیں کہ ملال اس کا کیوں کر رفع ہوتا۔ باوجود اسکے قتل کے بعد پھر ان کے حالات کا سب کو خیال آیا اور یہ فکر ہوئی کہ کہیں بہترین آدمی ہمارے ہاتھ سے قتل نہ ہوئے ہوں اور اس فکر نے یہاں تک اثر ڈالا کہ سب کے سب رونے لگے۔

کما فی کنزالعمال عن طارق بن زیاد قال خرجنا مع علی الی الخوارج فقتلهم قال اطلبوا فان نبی الله صلی الله علیه

وسلم قال انہ یخرج قوم یتکلمون بکلمة الحق لایجاوز حلوقھم یخرجون من الحق کما یخرج السھم من الرمیة سیما ھم ان فیھم رجلا اسود مخرج فی یدہ شعرات سود فانظروا ان کان ھو فقد قتلتم شر الناس وان لم یکن فقد قتلتم خیر الناس فبکینا فقال اطلبوا فطلبنا فوجدنا المخرج فخررنا سجوداو خر علیؓ معنا۔ الدورتی وابن جریر۔﴿کنز العمال، حدیث:۱۲۰۶، ص:۲۸۹، جلد:۱۱،جدید طباعت۔﴾

ترجمہ: روایت ہے طارق بن زیاد سے کہ نکلے ہم علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ خوارج کی طرف اوران کوقتل کیا پھرعلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قریب ہے کہ ایک قوم نکلے گی جنکی بات حق ہوگی لیکن انکے حلق کے نیچے وہ بات نہ اترے گی نکل جائیں گے وہ لوگ حق سے جیسا کہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ علامت انکی یہ ہے کہ ان میں ایک شخص سیاہ فام ہوگا جس کا ہاتھ ناقص ہوگا اوراس پر سیاہ بال ہوں گے اس کوڈھونڈ واگروہ شخص ان میں ہے تو سمجھ جاؤ کہ تم نے سب آدمیوں سے بدتر لوگوں کو مارااوراگروہ نہ ملاتو سمجھوکہ سب سے اچھے لوگوں کوتم نے قتل کیا۔ یہ سنکر سخت پریشانی ہوئی اورسب رونے لگے فرمایا ڈھونڈ وتو سہی

جب خوب تلاش کی گئی تو اس شخص کی لاش مل گئی تمام اہل لشکر مارے خوشی کے سجدہ شکر میں گرے اور علی رضی اللہ عنہ نے بھی ہمارے ساتھ سجدہ شکر بجالایا۔ انتہی۔

اب خیال کرنا چاہیئے کہ اس قوم کا تقوی اور تورع اور عبادت وزہد کس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ بعد قتل کے ان حضرات کو اس قدر خوف ہوا ورنہ یہی حضرات لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برابر قتل کرتے رہے جن میں ہزارہا صحابہ وتابعین شریک تھے پھر کسی روایت میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ ان کے قتل میں ایسے متردد ہوئے ہوں اس قوم کی عبادت کا یہ حال تھا کہ عبداللہ بن عباسؓ کے سے شخص کہتے ہیں کہ ایسے زاہد وعابد میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ جیسا کہ اس حدیث میں مصرح ہے جس کو امام نسائیؒ نے خصائص علی کرم اللہ وجہہ میں اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے۔

عن ابی زمیل سماك الحنفی قال حدثنا عبدالله بن عباس رضی الله عنهما قال لما خرجت الحرورية اجتمعوا فی دار وهم ستة آلاف اتيت عليا فقلت يا امير المؤمنين ابرد بالظهر لعلی آتی هولاء القوم فاكلمهم قال انی اخاف عليك قلت كلا قال فخرجت اليهم ولبست احسن ما يكون من حلل اليمن قال

ابوزمیل کان ابن عباس جمیلا جهیرا قال ابن عباس فاتیتهم وهم مجتمعون فی دارهم قائلون فسلمت علیهم فقالوا مرحبابك یا ابن عباسؓ فما هذه الحلة قال قلت ما تعیبون علی لقد رأیت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم احسن ما یکون من الحلل ونزلت ﴿قل من حرم زینة الله التی اخرج لعباده والطیبات من الرزق﴾ قالوا فما حالك قلت اتیتکم من عند صحابة النبی صلی الله علیه الہٖ وسلم من المهاجرین والانصار لابلغکم ما یقولون وتخبرون بما یقولون فعلیهم نزل القرآن وهم اعلم بمایوحی منکم وفیهم انزل ولیس فیکم منهم احد فقال بعضهم لا تخاصمو قریشا فان الله تعالی یقول بل هم قوم خصمون قال ابن عباس واتیت قوما لم أر قوما قط اشد اجتهاد منهم منهمة وجوههم من السهر کان ایدیهم ورکبهم تثني علیهم قمص مرحضة فقال بعضهم لنکلمنه ولننظرن ما یقول قلت اخبرونی ما ذا نقمتم علی ابن عم رسول الله ﷺ وصهره والمهاجرین والانصار قالوا ثلثا قلت ما هن قالوا اما احداهن فانه حکم الرجال فی امرالله تعالی وقال الله تعالی ﴿ان الحکم

الا للہ﴾ وما للرجل وما للحکم فقلت هذه واحدة قالوا واما الاخرى فانه قاتل ولم يسب ولم يغنم فلئن كان الذى قاتل كفارا لقد حل سببهم وغنيمتهم ولئن كانوا مؤمنين ما حل قتالهم قلت هذه ثنتان فما الثالثة قالوا انه محى اسمه من امير المؤمنين فهو امير الكافرين قلت اعندكم سوى هذا قالوا حسبنا هذا فقلت لهم ارأيتم ان قرأت عليكم من كتاب الله ومن سنة نبيه صلى الله عليه وسلم ما يرد به قولكم اترضون قالوا نعم فقلت اما قولكم حكم الرجال فى امر الله تعالى فانا اقرا عليكم ما قد رد حكمه الى الرجال فى ثمن ربع درهم فى ارنب ونحوها من الصيد فقال ﴿يا ايها الذين آمنوا لا تقتلوا الصيد وانتم حرم الى قوله تعالى يحكم به ذوا عدل منكم﴾ فنشدتكم الله احكم الرجال فى ارنب ونحوها من الصيد افضل ام حكمهم فى دمائهم وصلاح ذات بينهم وان تعلموا ان الله تعالى لو شاء لحكم ولم يصر ذلك الى الرجال وفى المرأة وزوجها قال الله عزوجل ﴿وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من اهله وحكما من اهلها ان يريدا اصلاحا يوفق الله

بینھما﴾ فجعل الله تعالی حکم الرجال سنة مامونة اخرجت عن ھذه قالوا نعم قلت واما قولکم قاتل ولم یسب ولم یغنم اتسبون امکم عائشة رضی الله عنها ثم تستحلون منها ما یستحل من غیرها فلئن فعلتم فقد کفرتم وھی امکم وان قلتم لیست بامنا لقد کفرتم ان الله تعالی یقول ﴿النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم وازواجه امها تهم﴾ فانتم تدورون بین ضلالتین ایهما صرتم الیها صرتم الی ضلالة فنظر بعضهم الی بعض قلت اخرجت من ھذه قالوا نعم قلت اما قولکم محی اسمه من امیر المؤمنین فانا انبئکم بمن ترضون وأریکم قد سمعتم ان النبی صلی الله علیه وسلم یوم الحدیبیة کاتب سهل بن عمرو وابا سفیان بن حرب فقال رسول الله ﷺ لامیر المؤمنین اکتب یا علی ھذا ما اصطلح علیه محمد رسول الله ﷺ فقال المشرکون لا والله ما نعلم انك رسول الله لو نعلم انك رسول الله ما قاتلناك فقال رسول الله ﷺ اللهم انك تعلم انی رسول الله ﷺ انك تعلم انی رسول الله اکتب یا علی ھذا ما اصطلح علیه محمد بن عبدالله فوالله لرسول الله خیر من

علی وما اخرجه من النبوة حين محى نفسه قال عبدالله بن عباس فرجع من القوم الفان وقتل سائرهم على ضلالة۔ انتهى قال الحاكم هذا حديث صحيح على شرط مسلم ﴿مستدرك جلد ثانی صفحه ۱۵۰ كتاب قتال اهل البغی۔﴾۔

ترجمہ: روایت ہے ابوزمیل سماک حنفی سے کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ جب نکلے حروریہ اور جمع ہوئے چھ ہزار شخص اپنے مقام میں، میں نے علی رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہا کہ یا امیر المؤمنین نماز ظہر میں کسی قدر توقف کیجئے میں چاہتا ہوں کہ اس قوم میں جاؤں اور ان سے کچھ گفتگو کروں۔ فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ تمہیں کہیں ضرر نہ پہنچائیں میں نے کہا: کچھ خوف نہ کیجئے پھر میں عمدہ حلہ یمنی پہنکر نکلا ابو زمیل کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بہت خوبصورت اور بلند آواز تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں اس قوم میں گیا جہاں وہ سب جمع تھے اور ان پر سلام کیا انہوں نے اس کے جواب میں کہا مرحبا اے ابن عباس اور یہ حلہ کیسا؟ میں نے کہا: مجھ پر کیا عیب دھرتے ہو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر میں نے عمدہ سے عمدہ حلہ دیکھا ہے اور یہ آیت قرآن شریف میں موجود ہے۔ قل من حرم زينة الله التى اخرج لعباده والطيبات من الرزق ﴿القرآن الحکیم الایۃ :۳۲، سورۃ الاعراف﴾ یعنی

کہئے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون حرام کیا اللہ کی زینت کو جو پیدا کی اپنے بندوں کے لئے پھر میں نے کہا کہ نبی ﷺ کے صحابہ کے پاس سے جن میں مہاجرین وانصار موجود ہیں اس غرض سے آیا ہوں کہ تمہیں ان کے اقوال پہنچادوں وہ لوگ وہ ہیں جن پر قرآن نازل ہوااور وہ تم سے زیادہ وحی کو جانتے ہیں انہیں کے معاملات میں قرآن نازل ہوااوران میں سے تم میں کوئی نہیں ہے۔ جب انہوں نے یہ سنا تو بعضوں نے کہا: قریش سے مباحثہ مت کرو کیونکہ حق تعالی ان کی شان میں فرماتا ہے۔ ﴿هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ﴾ القرآن الحکیم الآیۃ:۵۸،سورۃ الزخرف ﴿ترجمہ: یعنی وہ لوگ جھگڑنے والے ہیں﴾ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں ایسی قوم میں گیا کہ عبادت میں کوشش کرنے والے ان سے زیادہ کسی کونہیں دیکھا تھا چہرے ان کے زیادہ جگنے سے سوکھے سوکھے ہاتھ پاؤں ٹیڑھے ٹیڑھے ہیں سفید کپڑے پہنے ہوئے غرض بعضوں نے مباحثہ سے انکار کیا اور بعضوں نے کہا کہ ہم مباحثہ کرتے ہیں دیکھیں کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں میں نے کہا یہ تو بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ کے ابن عم اور داماد میں اور مہاجرین وانصار میں تم نے کیا عیب دیکھا ہے؟ کہا: تین عیب، میں نے کہا: وہ کیا؟ کہا ایک تو یہ کہ انہوں نے اللہ کے کام میں لوگوں کو حکم بنایا حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہے: اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا

لِلّٰہِ ﴿القرآن الحکیم الآیۃ: ۵۷، سورۃ الانعام﴾ یعنی نہیں ہے حکم مگر اللہ کے لئے آدمی کو حکم سے کیا علاقہ۔ کہا دوسرا یہ کہ انہوں نے جنگ کیا پھر نہ ان لوگوں کو قید کیا نہ ان کا مال لوٹا، اگر وہ لوگ کافر تھے تو ان کا مال حلال اور غنیمت تھا اور اگر مسلمان تھے تو ان کے ساتھ لڑنا ہی درست نہ تھا۔ کہا میں نے دو ہوئے تیسری بات کیا ہے کہا انہوں نے اپنے نام سے لفظ امیر المؤمنین کو مٹا دیا تو اب وہ امیر الکافرین ہیں۔ میں نے کہا: اس کے سوائے بھی کچھ اور الزامات ہیں۔ کہا بس یہی ہیں۔ میں نے کہا: اگر ان اعتراضات کے جواب میں قرآن کی آیتیں اور نبی ﷺ کی حدیثیں پڑھوں تو کیا تم راضی ہو گے؟ کہا: ہاں، میں نے کہا کہ جو تم کہتے ہو کہ اللہ تعالی کے امر میں انہوں نے آدمیوں کو حکم بنایا سو یہ آیت سنو کہ حق تعالی نے ربع درہم کے معاملہ کو آدمیوں کی رائے پر رکھا یعنی محرم اگر خرگوش برابر جانور کو شکار کرے تو اس کی جزا میں جس کا اندازہ ربع درہم ہوگا دو شخص عدل کے حکم کی ضرورت ہے۔

کما قال اللہ تعالی، یا ایھا الذین اٰمنوا لا تقتلو الصید وانتم حرم الی قولہ تعالی یحکم بہ ذوا عدل منکم﴿القرآن الحکیم الآیۃ: ۹۵، سورۃ المائدۃ﴾۔

اب میں قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ آدمیوں کا حکم ہونا خرگوش کے

باب میں افضل ہے یا مسلمانوں کے خون اور ان کے اصلاح کے معاملہ میں۔اور تم جانتے ہو کہ اگر اللہ تعالی چاہتا تو اس معاملہ میں خود ہی حکم فرماتا اور اسی طرح عورت اور مرد کے مقدمہ میں حکم بنانے کی اجازت اس آیۃ شریفہ سے ثابت ہے۔ **قال تعالی: وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَا اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا** ﴿القرآن الحکیم الآیۃ: ۳۵، سورۃ النساء﴾ ۔ترجمہ: اور اگر تم کو میاں بیوی کی باہمی مخالفت کا اندیشہ ہو تو ایک منصف مرد کے خاندان سے اور ایک منصف عورت کے خاندان سے مقرر کرو اگر وہ صلح کرادینی چاہیں تو اللہ تعالی ان میں باہم موافقت پیدا کریگا﴾۔

اس سے معلوم ہوا کہ آدمیوں کو حکم بنانا سنت جاریہ ہے کیا اس اعتراض کا جواب ہوگیا؟ کہا: ہاں، پھر میں نے کہا: تم جو کہتے ہو کہ انہوں نے جنگ کیا مگر کسی کو قیدی نہ بنایا اور نہ غنیمت لی سو میں پوچھتا ہوں کیا تم اپنی ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بنالو گے اور ان سے حلال سمجھو گے جو اوروں سے حلال سمجھتے ہو؟ اگر اس کے قائل ہوئے تو کافر ہوگئے کیونکہ وہ تمہاری ماں ہیں۔اور اگر تم نے کہا کہ ماں نہیں ہیں تب بھی کافر ہوگئے کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ

﴿پیغمبر مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور پیغمبر کی بی بیاں ان کی مائیں ہیں﴾

اس صورت میں تم دو گمراہیوں میں سرگرداں رہو گے جس کو اختیار کیا گمراہ ہوئے یہ سنتے ہی ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ میں نے کہا: اس اعتراض کا بھی جواب ہو گیا؟ کہا: ہاں، پھر میں نے کہا تم جو کہتے ہو کہ لفظ امیر المؤمنین کو مٹا دیا سو میں ان کے حال سے خبر دیتا ہوں۔ جس سے تم راضی ہو جاؤ گے اور میں خیال کرتا ہوں کہ تم نے بھی سنا ہو گا کہ جب حدیبیہ کے روز نبی ﷺ نے سہیل بن عمرو اور ابوسفیان بن حرب کے ساتھ مصالحت کی اور صلح نامہ امیر المؤمنین کے ہاتھ لکھوایا۔ فرمایا: اے علی! لکھو ھذا ما اصطلح علیہ محمد رسول اللہ۔ ان لوگوں نے کہا یہ نہ ہو گا۔ ہم نہیں جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں ورنہ جنگ ہی نہ کرتے حضرت ﷺ نے فرمایا: یا اللہ تو جانتا ہے کہ میں رسول اللہ ہوں۔ لکھو اے علی: هذا ما اصطلح عليه محمد بن عبدالله۔ خدا کی قسم آپ ﷺ بہتر ہیں علی سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم لفظ رسول اللہ کو مٹانے سے رسالت سے ہرگز نہیں نکلے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ تقریر سنکر دو ہزار شخصوں نے توبہ کی اور باقی

اسی گمراہی پر مارے گئے ۔انتہی ۔

اس حدیث سے ان کے عبادات اور خیالات کا حال معلوم ہوا احتیاط کا یہ حال تھا کہ بات بات پر قرآن وحدیث سے دلیل طلب کی جاتی تھی اور رائے سے بالکل احتراز تھا جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے۔

عن علی بن ابی ربیعة قال: سمعت علیاً رض علی المنبر و اتاہ رجل فقال یا امیر المؤمنین ما لی اراك تستحل الناس استحالة الرجل ابله أبعهد من رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم او شیئا رأیته قال و الله ما کذبت ولا کذبت ولا ضللت ولا ضل بی بل عهد من رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عهده الی وقد خاب من افتری عهد الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اقاتل الناکثین و القاسطین و المارقین۔ البزارع کذا فی کنزالعمال ﴿کنز العمال حدیث: ۱۲۸۱، ص: ۳۱۷، جلد: ۱۱﴾ ۔

ترجمہ: روایت ہے علی ابن ابی ربیعہ سے کہ علی کرم اللہ وجہہ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا: اے امیر المؤمنین میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ آدمیوں کی خونریزی ایسی حلال سمجھ رہے ہیں جیسے کوئی اپنے اونٹوں کو ذبح کرتا ہے کیا کوئی وصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات میں

آپ کو ہوئی ہے یا آپ اپنی رائے سے یہ کام کرتے ہو فرمایا: قسم ہے اللہ کی کہ نہ میں نے جھوٹ کہا نہ مجھ کو جھوٹی خبر دی گئی اور نہ گمراہ ہوا نہ گمراہ کیا گیا اور بے نصیب ہے جو افترا کرے۔ نبی ﷺ نے مجھ کو وصیت کی کہ جو لوگ عہد شکنی کریں اور حق بات سے عدول کریں اور خروج کریں تو ان کے ساتھ جنگ کروں۔ انتہی۔ اسی طرح دوسری روایت میں وارد ہے۔

عن الحسن قال لما قدم علی البصرة فی امر طلحة و اصحابه قام عبدالله بن الکوا و ابن عباد فقالا: یا امیر المؤمنین اخبرنا عن مسیرك هذا أوصیة اوصاك بها رسول الله ﷺ ام عهد عهده ام رأی رأیته۔ الحدیث رواه بن راهویه وصحح، کذا فی کنز العمال ﴿کنز العمال حدیث:۱۲۸۲، ص:۳۱۸، جلد:۱۱﴾۔

ترجمہ: روایت ہے حسن بصریؒ سے کہ جب علی کرم اللہ وجہہ طلحہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کے بارہ میں بصرہ کو تشریف لائے عبداللہ بن کوا اور ابن عباد کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے امیر المؤمنین خبر دیجئے کہ یہ آپ کا جانا کیسا ہے کیا آنحضرت ﷺ نے وصیت کی ہے یا اقرار لیا ہے یا صرف آپ کی رائے ہے۔ انتہی۔

مقصود یہ کہ اگر رائے ہو تو ہم اتباع نہ کریں گے۔ ان لوگوں کو رائے

سے کچھ ایسا احتراز تھا کہ اس کو بالکل بیکار ہی کر دیا تھا اسی وجہ سے بھانجے اور بھتیجوں کی لڑکیوں کے ساتھ نکاح جائز رکھتے تھے اس لئے کہ قرآن شریف میں صرف لڑکیوں اور بھانجیوں بھتیجیوں کی حرمت کا ذکر ہے ان کی اولاد کا ذکر نہیں یہ بات عبدالکریم شہرستانی نے الملل والنحل میں لکھی ہے ﴿فی بیان الخوارج، ص:۶۷﴾ اور قرآن شریف پر عمل کرنے میں ان کو اس قدر غلو تھا کہ جب تک نص قطعی سے کوئی بات ثابت نہ ہو کسی کی نہ مانیں یہاں تک کہ زانی کے رجم کے قائل نہ تھے اور نہ اس حد قذف کے قائل تھے جو محصن مرد کو کوئی گالی دے اس لئے کہ ان دونوں مسئلوں کا حکم صرف حدیث سے ثابت ہے۔ صراحۃ قرآن شریف میں مذکور نہیں۔ کذا فی الملل والنحل ﴿فی بیان الخوارج، ص:۶۹﴾۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ بات بات پر قرآن سے دلیل طلب کرتے ہیں تو تنگ ہو کر ایک بار قرآن منگوایا اور کہنے لگے اے قرآن ان لوگوں سے تو ہی بات کر۔

کما روی عن عبداللہ بن عیاض بن عمرو الفارسی قال جاء عبداللہ بن شداد فدخل علی عائشۃؓ ونحن عندھا جلوس مرجعہ من العراق لیالی قتل علیؓ فقالت لہ یا عبداللہ بن شداد

هـل انـت صادق عما اسالك عنه حدثنى عن هو لاء القوم الذين قتـلهم علیؓ قال ان عليا لما كاتب معاوية و حكم الحكمين عليه خـرج عـليـه ثـمـانية الاف مـن قـراء الناس فنزلوا ارضا يقال لها حـرور امن اجانب الكوفة وانهم عتبوا عليه فقالوا انسلخت من قميص البسك الله واسم سماك الله به ثم انطلقت فحكمت فى ديـن الله ولا حكم الا لله فلما بلغ عليا ما عتبوا عليه وفارقوه امر مـوذنـا فـاذن لا يـدخـل عـلـى امير المؤمنين الا رجل قد حمل الـقـرآن فلما ان امتلات الدار من قراء الناس دعا بمصحف امام عظيم فوضعه بين يديه فجعل يصكه بيده ويقول ايها المصحف حـدث الـنـاس فقالوا يا امير المؤمنين مانسأل عنه فانما هو مداد فـى ورق و نـحـن نتـكـلم بما روينا منه فما تريد قال اصحابكم هـولاء الـذيـن خـرجـوا بيـنـى وبينهم كتاب الله۔ الحديث حم والـعدنى ع ك كرص كذا فى كنزالعمال ﴿كنزالعمال، حديث : ۱۱۸۶، ص : ۲۷۸، جلد : ۱۱،جديد طباعت﴾۔

ترجمہ: روایت ہے عبداللہ بن عیاض سے کہ ایک بار عبداللہ بن شداد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے

عائشہؓ ان سے پوچھیں ۔ اے عبداللہ! سچ بتاؤ کہ علی رضی اللہ عنہ نے جن لوگوں کو قتل کیا ان کا حال کیا تھا؟ کہا: جب علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما نے صلح نامہ لکھا اور دو شخصوں کو حکم قرار دیا آٹھ ہزار قاری قرآن علیحدہ ہو گئے اور حرورا میں جو ایک مقام ہے کوفہ کے گرد و نواح میں جا ٹھیرے اور علیؓ پر الزام لگایا کہ جو قمیص اللہ نے تمہیں پہنایا تھا اس کو تم نے نکال دیا اور جو لقب کہ اللہ کی طرف سے تمہیں ملا تھا اس کو تم نے مٹا دیا اور اپنے ہاتھ سے آپ ہی معزول ہو گئے ۔ اور اللہ کے دین میں تم نے حکم بنایا حالانکہ حکم خاص اللہ کے لئے ہے ۔ علیؓ نے یہ سن کر اعلان دیا کہ جو شخص امیر المؤمنین کے پاس آئے قرآن ساتھ لیتے آئے جب دار الحکومت قاریوں سے بھر گیا مصحف امام کو منگوا کر روبرو رکھا اور اس کو مار مار کہنے لگے اے مصحف ان لوگوں سے بات کر انھوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! ہم قرآن سے نہیں پوچھتے وہ تو سیاہی ہے کاغذوں میں ۔ ہم اس میں کلام کرتے ہیں جو ہم سے بیان کیا گیا ہے آپ چاہتے کیا ہیں؟ فرمایا: یہ لوگ تمہارے ساتھ والے جو علیحدہ ہو گئے ہیں ۔ ان کے اور میرے بیچ میں کتاب اللہ ہے ۔ روایت کیا اس کو امام احمد اور عدنی اور ابو یعلی اور حاکم اور ابن عسا کرنے ۔ انتہی ۔

قیاس کرنا چاہئے ان لوگوں نے دلائل پوچھ پوچھ کر حضرت علیؓ کو کس قدر دق کیا ہوگا کہ یہ حرکت ان سے صادر ہوئی۔ اور تنزیہ جناب باری میں ان لوگوں کو اس بلا کا احتیاط تھا کہ سورہ یوسف کو قرآن شریف سے اس لحاظ سے خارج کردیا کہ خدائے تعالی کی شان سے بعید ہے کہ عشق کا قصہ بیان کرے ﴿الملل والنحل فی بیان الخوارج، ص:۷۳﴾ اور عمل میں ان کو اس قدر اہتمام تھا کہ مرتکب کبیرہ کو کافر اور مخلد فی النار اور صغیرہ پر اصرار کرنے والوں کو مشرک کہتے تھے ﴿الملل والنحل فی بیان الخوارج، ص:۶۹﴾ صاحب ملل ونحل نے انکا قول نقل کیا ہے ﴿فی بیان الخوارج، ص:۷۵﴾ کہ نماز کو ترک کرنیوالا کافر ہے نہ اس وجہ سے کہ نماز کو ترک کیا بلکہ اس وجہ سے کہ حق تعالی کو نہیں جانا کیونکہ اگر جانتا اور اعتقاد رکھتا کہ حق تعالی تمام احوال پر مطلع اور طاعت پر جزا اور معصیت پر سزا دینے والا ہے تو اس گناہ پر جرأت نہ کرتا اس جرأت سے معلوم ہوا کہ اس نے جانا ہی نہیں اور اگر جانا ہے تو تکلیف کی کچھ پروا نہ کی۔ اس باب میں تارک الصلاۃ اور ہر مرتکب کبیرہ کافر ہونے میں برابر ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ابلیس صرف کبیرہ کے مرتکب ہونے سے کافر ہوا کہ باوجود حکم کے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا ورنہ اس کی توحید میں کسی قسم کا شک نہیں ﴿الملل

والنحل، ص:۶۹، جلد:۱﴾ اور یہ بھی اعتقاد ہے کہ اجنبی عورت کو دیکھ لینا یا چھوٹی جھوٹ کہنا صغیرہ ہے اور جب اس پر اصرار ہو تو شرک ہو جاتا ہے۔ ﴿الملل والنحل، ص:۶۹، جلد:۱﴾

خیال کرنے کی جائے ہے کہ جن لوگوں نے یہ اصول مان لئے ہوں گے ان کے اعمال کا کیا حال ہوگا۔ جتنے ذریعے نجات کے آدمی خیال کرسکتا ہے وہاں سب منقطع ہیں۔ دوزخ ہر وقت پیش نظر ہے کہ جہاں امر الٰہی کے امتثال میں سستی ہوئی یا کوئی حرام فعل صادر ہو گیا قطعاً دوزخی بن گئے اب نہ کسی کی شفاعت سے کام چلتا ہے نہ خدائے تعالیٰ کی رحمت کی امید ہے کیونکہ کفار کا رحمت الٰہی سے مایوس ہونا نص قطعی سے ثابت ہے اس خیال شبانہ روزی نے ان کے چہروں پر کیسا رنگ خضوع جمایا ہوگا۔ اور اعضاء پر کیسی کیفیت انکسار طاری ہوگی۔ اسی وجہ سے ابن عباسؓ نے کہا: ان کی سی حالت کسی قوم کی میں نے نہیں دیکھی اور ظاہر بھی یہی ہے اس لئے صحابہ آنحضرت ﷺ کی شفاعت کے اور خدا تعالیٰ کی رحمت کے قائل تھے اور جانتے تھے کہ صرف عمل سے کبھی نجات نہیں مل سکتی پھر ان حضرات پر انکی سی مصیبت ہی کیوں آتی جو ویسی حالت بنتی۔ غرض کہ توحید عبادت زہد و تقویٰ وغیرہ وغیرہ امور جن کا حال بتفصیل معلوم ہوا ان لوگوں

میں نہایت درجہ بڑے ہوئے تھے۔ اگر یہ لوگ علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں نہ ہوتے تو بادی النظر میں اولیاء اللہ سمجھے جاتے۔ اور ان کے مخالف کو نہیں معلوم لوگ کیا سمجھتے۔

مگر الحمدللہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کارروائیوں اور احادیث صحیحہ کی تصریحات سے تمامی اہل اسلام پر ان کی قلعی کھل گئی اور بے دین اور دوزخی ہونا ان کا ثابت ہوگیا۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ وہ کونسی بات تھی جس نے باوجود ان اوصاف کمال کے ان پر بے دینی کا حکم صادر کردیا اصل منشا اگر دیکھا جائے تو صرف بے باکی اور بے ادبی ان کی پیش نظر ہوجائے گی جس سے پہلی خرابی یہ ہوئی کہ بزرگان دین کی عظمت نہ ہونے کی وجہ سے طبیعت میں تقلید کی صلاحیت نہ رہی اور ہمسری کا دعوی کرکے خود مجتہد بن بیٹھے۔ حضرت علیؓ کے قول کا جب ان کے نزدیک کچھ اعتبار نہ تھا اور ہر بات میں ان سے دلیل طلب کرتے تھے تو اور کسی بزرگ کے قول کو وہ کب مانتے تھے حالانکہ علیؓ کا قول وفعل خود واجب القبول اور بجائے خود دلیل تھا آخر یہی ترک تقلید جس کو انھوں نے تحقیق سمجھا تھا عین مادہ گمراہی ہوا دیکھ لیجئے جب مسئلہ حکم ان کے سمجھ میں آیا تب بھی تقلید نہ کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر شرک وکفر کا الزام لگادیا اور خود کافر بنے نعوذ باللہ من ذلک اس

سے بڑھ کر اور کیا گستاخی اور بے ادبی ہوگی کہ کیسے کیسے جلیل القدر صحابہ کی انہوں نے تکفیر کی جس کا حال معلوم ہوگا اور مخبر صادق کی بشارتوں کا کچھ خیال نہ کیا۔ ملل و نحل میں لکھا ہے ﴿ص: ۶۸، جلد: ۱، فی بیان الخوارج﴾

زیاد بن امیہ نے عروہ ابن اوبیہ سے جو خارجی تھا پوچھا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا کیا حال تھا؟ کہا: اچھے تھے پھر عثمان رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا کہا: ابتدا میں چھ سال تک ان کو میں بہت دوست رکھتا تھا پھر جب انہوں نے نئی نئی باتیں اور بدعتیں شروع کیں ان سے علیحدہ ہوگیا۔ اس لئے کہ وہ آخر میں نعوذ باللہ کافر ہوگئے تھے۔ پھر علی رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا کہا: وہ بھی اوائل میں اچھے تھے جب حکم بنایا نعوذ باللہ کافر ہوگئے اسلئے ان سے بھی علیحدہ ہوگیا۔ پھر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا تو ان کو ایک سخت گالی دی۔ پھر زیاد بن امیہ نے اپنا حال پوچھا کہا: تمہارا اول حال زینت تھا اور آخر گزندگی اور دونوں حالتوں کے بیچ میں تم اپنے رب کے نافرمان ہو زیاد نے اسکی گردن مارنے کا حکم دیا وار اسکے غلام کو بلا کر کہا کہ اسکا مختصر سا حال بیان کر۔ کہا: جب میں اسکے پاس کھانا لیجاتا یا بچھونا کرنے کو جاتا غرض ہر حال میں یہی اعتقاد اور اجتہاد اس کا دیکھتا تھا۔ لکھا ہے ﴿الملل والنحل، ص: ۶۹، جلد: ۱، فی بیان الخوارج﴾

کہ طلحہ، زبیر، عائشہ، عبداللہ بن زبیر اور تمام اہل اسلام جو ان کے ساتھ تھے رضی اللہ عنہم اجمعین سب کی تکفیر کیا کرتے اور سب کو مخلد فی النار کہتے تھے نعوذ باللہ من ذلک۔ اور ان کا یہ بھی قول تھا ﴿الملل والنحل، ص: ٦٩، فی بیان الخوارج﴾ کہ جائز ہے کہ حق تعالیٰ ایک ایسا نبی بھیجے کہ بعد نبوت کے کافر ہو جائے یا قبل نبوت کے کافر رہا ہو اور ان کا یہ بھی عقیدہ تھا ﴿الملل والنحل، ص: ٧٧، فی بیان الخوارج﴾ کہ حق تعالیٰ عجم میں ایک نئی ملت صابیہ سے پیدا کریگا اور اس پر ایک کتاب وقت واحد میں نازل ہوگی جو آسمان پر لکھی جا چکی ہے اور وہ حضرت محمد مصطفے ﷺ کی شریعت کو چھوڑ دے گا۔ ملل ونحل میں سوائے اسکے اور کئی اعتقاد ان کے نقل کئے ہیں بخوف تطویل اسی پر اکتفا کیا گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ کسر شان نبوت بھی انکو مقصود تھی چنانچہ اس حدیث سے یہ بھی بات معلوم ہوتی ہے جو مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے۔

عن ابی یحیی قال سمع رجلا من الخوارج وھو یصلی صلوۃ الفجر یقول ولقد اوحی الیك والی الذین من قبلك لئن اشرکت لیحبطن عملك ولتکونن من الخاسرین قال فترك سورته التی کانت فیھا قال وقرأ فاصبر ان وعداللہ حق ولا یستخفنك الذین

لا یوقنون۔ ﴿مصنف ابن ابی شیبہ باب ما ذکر فی الخوارج، ص:۷۳۱، حدیث: ۱۱، جلد:۸﴾

روایت ہے ابی یحییٰ سے کہ ایک خارجی نے صبح کی نماز میں یہ آیت پڑھی۔ وَلَقَدۡ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ ﴿القرآن الحکیم الایۃ ۶۵، سورۃ الزمر﴾ یعنی آپ کی طرف اور اگلے نبیوں کی طرف یہ وحی کی گئی کہ اگر شرک کرو گے تم تو تمہارے عمل اکارت ہو جائیں گے اور بنو گے تم نقصان پانے والوں میں سے۔ انتہی

پھر اس سورہ کو چھوڑ کر دوسرے سورہ کی یہ آیت پڑھی۔ فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَاللّٰہِ حَقٌّ ﴿القرآن الحکیم الایۃ ۶۰، سورۃ الروم﴾ یعنی صبر کرو یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے اور نہ ہلکا کریں آپ کو وہ لوگ جو یقین نہیں کرتے اس قسم کی آیتیں چن چن کے پڑھنے سے مقصود اس شخص کا یہی معلوم ہوتا ہے کہ عظمت آنحضرت ﷺ کی لوگوں کے دلوں سے کم ہو جائے کیونکہ اگر اسکو قراءت ہی مقصود ہوتی تو مرتب آیتیں پڑھتا راوی کو بھی حیرت ہوئی پھر وہ سمجھ گئے کہ یہ بات مسلمان سے ہو نہیں سکتی بعد تحقیق کے پہلے تصریح اس امر کی کردی کہ وہ شخص خارجی تھا پھر وہ قصہ بیان کیا اگر اس شخص کی برائی بیان کرنا راوی کو مقصود نہ ہوتا تو اس قصہ کے بیان کی کوئی ضرورت نہ

تھی اس لئے کہ قرآن ہر شخص نماز میں پڑھتا ہے۔ ان تمام احادیث وغیرہ سے اس قوم کا طریقہ اور طرز رفتار معلوم ہوگیا کہ جب اپنی سمجھ کے کوئی بات خلاف پائے اس پر اعتراض کر بیٹھے اور ادب کو پاس آنے نہ دیتے۔ توحید کی حفاظت اور شرک وبدعت کے مٹانے کو اپنا فرض منصبی ٹھہرایا تھا۔ پھر اس ٹٹی کے آڑ میں ہزارہا مسلمانوں کی تکفیر کر دی جو آیتیں کفار کی شان میں نازل ہوئیں مسلمانوں کو ان کا مصداق بنایا جیسا کہ۔ **هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ** ﴿القرآن الحکیم الایۃ:۵۸، سورۃ الزخرف، ترجمہ: بلکہ یہ لوگ جھگڑالو ہی ہیں﴾ کو جو کفار قریش کی شان میں ہے صحابہ کے مقابل پڑھ دیا۔ آنحضرت ﷺ کی تنقیص شان کی آیتیں ڈھونڈھا کرتے وغیر ذلک۔

الحاصل گستاخیوں اور بے ادبیوں میں وہ لوگ ہر زمانہ کے بے ادبوں کے پیشوا اور مقتدا تھے۔ جس مسئلہ ومقام میں انہوں نے کچھ کلام کیا ان کے پیرووں میں وہ مسئلہ معرکۃ الآرا بنا جیسا کہ انشاء اللہ تعالی قریب معلوم ہوگا پھر ان بے دینیوں پر ان کو اتنا وثوق تھا کہ اپنے مخالفوں کو کافر اور ان کے مال کو غنیمت سمجھے تھے کما فی الملل والنحل ﴿الملل والنحل ص:۷۶﴾ ظاہرا اس بات پر وہ لوگ دلیل بھی رکھتے تھے کہ نہ ان کا سا کوئی عابد وزاہد اس وقت تھا نہ صاف صاف کہنے والا۔ دینی امور میں کسی کی رعایت نہیں

خواہ ولی ہو یا صحابی یا نبی جہاں خلاف بات دیکھی فوراً کہدیا۔

ہر چند یہ دلیل ظاہراً قوی معلوم ہوتی ہے مگر انجام کار کے معلوم ہونے سے ہمیں تو یقین ہو گیا کہ واقع میں وہ دلیل بالکل باطل اور سیدھی دوزخ میں لیجانی والی تھی اب ان کے انجام کار کا حال سنئے مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے۔

عن سعيد بن جهمان قال كانت الخوارج قد دعونی حتی كدت ان ادخل فيهم فرأيت أخت ابی بلال فی المنام كانها رأت ابا بلال قالت فقلت يا اخی ما شانك قال فقال جعلنا بعدكم كلاب اهل النار ﴿مصنف ابن ابی شيبه، حديث:١٥، جلد:٨، باب ما ذكر فی الخوارج﴾۔

روایت ہے سعید بن جھمان سے وہ کہتے ہیں کہ خوارج مجھے اپنے طرف بلاتے اور ترغیب دیتے تھے یہاں تک کہ قریب تھا کہ میں ان میں مل جاؤں ایک رات ابی بلال کی بہن کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہی ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے کہا کہ ہم لوگ تمہارے بعد دوزخ کے کتے بنائے گئے۔ انتہی

یہ خواب تصدیق اس حدیث شریف کی ہے جو کنز العمال میں ہے۔

عن ابی غالب قال کنت فی مسجد دمشق فجاؤا بسبعین راسا من رؤس الحروریة فنصبت علی درج المسجد فجاء ابو امامة فنظر الیهم فقال کلاب جهنم شر قتلی قتلوا تحت ظل السماء ومن قتلوا خیر قتلی تحت ظل السماء وبکی و قال یا ابا غالب تقرء آل عمران ؟ قلت نعم قال ﴿منه آیَاتٌ مُحْکَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الْکِتَابِ وَاُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاوِیْلِهٖ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ وَقَالَ تعالی ﴿یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ فَذُوْقُوْا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ﴾۔ قلت یا ابا امامة انی رأیتك تهریق عبرتك قال نعم رحمة لهم انهم کانوا من اهل الاسلام قال افترقت بنو اسرائیل علی واحدة وسبعین فرقة وتزید هذه الامة فرقة واحدة کلها فی النار الا السواد الاعظم علیهم ما حملوو علیکم ما حملتم وان تطیعوه تهتدوا ، السمع والطاعة خیر من الفرقة والمعصیة فقال له رجل یا ابا امامة امن رأیك تقول هذا ام شئ سمعته من رسول الله ﷺ قال انی اذا لجریء بل سمعته' من

رسول اللہ ﷺ غیر مرة ولا مرتین ولا ثلثة حتی ذکر سبعا۔ ش وابن جریر ﴿کنز العمال، حدیث: ۱۲۱۰، ص: ۲۹۲، جلد: ۱۱، جدید﴾۔

ترجمہ: روایت ہے ابو غالب سے کہ خارجیوں کے ستر سر دمشق میں مسجد کی سیڑیوں پر نصب کئے گئے ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے انکی طرف دیکھ کر کہا کہ یہ جہنم کے کتے ہیں اور بدتر ہیں تمام روئے زمین کے مقتولوں سے اور انکے قاتلوں سے جو شہید ہوئے وہ تمام روئے زمین کے مقتولوں سے بہتر ہیں پھر یہ آیتیں پڑھیں اور کہا کہ جتنے فرقہ سواد اعظم کے سوا ہیں سب دوزخی ہیں کسی نے کہا: اے ابوامامہ! یہ باتیں کیا آپ اپنی رائے سے کہتے ہیں یا حضرت ﷺ سے سنی ہیں کہا: اگر میں اپنی رائے سے ایسی باتیں کہوں تو مجھ میں بڑی جراءت ہوگی یہ باتیں ایک دوبار نہیں سنیں سات بار سے زیادہ سنی ہیں روایت کیا اس کو ابن شیبہ اور ابن جریر نے۔ انتہی ملخصا

اور یہی روایت بادنی اختلاف مستدرک حاکم میں دو طریقوں سے مروی ہے ایک میں ان کا کلاب النار ہونا مصرح ہے۔ غرضکہ اس قوم کا دوزخی بلکہ دوزخ کے کتے ہونا آنحضرت ﷺ کے کئی بار کے ارشاد سے ثابت ہے اور تصدیق بھی اس خواب سے ہوگئی۔ اب یہ دیکھنا چاہئے کہ

باوجود ان فضائل کے دوزخ میں آدمی بھی نہیں کتے بنے اسکی کیا وجہ ہوگی۔ بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان میں کتوں کی صفت غالب تھی کہ بزرگان کی شان میں زبان درازی کرنا اور ہر کسی پر بے باکانہ حملہ کرنا گویا ان کا شعار ہوگیا تھا۔ چونکہ یہ صفت راسخ تھی اس عالم میں اسکا یہ اثر ہوا کہ صورت ظاہری بھی اسکے تابع کردی گئی نعوذ باللہ من ذلک اس قوم کی ایک ظاہر نکبت یہ تھی کہ جس کے دل میں انکی محبت آئی آثار برکت کے اس سے جاتے رہے چنانچہ اس روایت سے ظاہر ہے۔

عن ابی الطفیل ان رجلا ولد له غلام علی عهد النبی ﷺ فدعا له واخذ ببشرة جبهتهٖ فقال بها هكذا وغمز جبهتهٖ ودعا له بالبركة قال فنبت شعرة فی جبهتهٖ كانها هلب فرس فشب الغلام فلما كان زمن الخوارج احبهم فسقطت الشعر عن جبهة فاخذ ابوه يقيده مخافة ان يلحق فيهم قال فدخلنا عليه فوعظناه وقلنا له فيما نقول الم تر ان بركة دعوة الرسول ﷺ قد وقعت من جبهك فما زلنا به حتى رجع عن رأيهم قال فرد الله اليه الشعرة بعد فی جبهة وتاب واصلح۔ كذا فی مصنف ابن ابی شيبة ﴿مصنف ابن ابی شيبه، حديث:٢٤، جلد:٨، باب ماذ كر

فی الخوارج۔

ترجمہ: روایت ہے ابوالطفیل سے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ایک لڑکا پیدا ہوا آنحضرت ﷺ نے اس کو دعا دی اور اسکی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور دبایا۔ اثر اسکا یہ ہوا کہ پیشانی پر اسکی خاص طور پر بال اگے جو تمام بالوں سے ممتاز تھے وہ لڑکا جوان ہوا اور خوارج کا زمانہ پہنچا اور ان سے اس کو محبت ہوئی ساتھ ہی وہ بال جو دست مبارک کا اثر تھا جھڑ گئے اسکے باپ نے جو یہ حال دیکھا اسکو قید کر دیا کہ کہیں ان میں مل نہ جائے ابو الطفیل کہتے ہیں کہ ہم لوگ اسکے پاس گئے اور وعظ و نصیحت کی اور کہا دیکھو تم جوان لوگوں کی طرف مائل ہوئے رسول اللہ ﷺ کے دعا کی برکت تمہاری پیشانی سے جاتی رہی غرض جبتک وہ شخص انکی رائے سے رجوع نہ کیا ہم اسکے پاس سے ہٹے نہیں پھر جب انکی محبت اسکے دل سے جاتی رہی حق تعالی نے وہی نشانی دست مبارک کی اسکی پیشانی میں پھر پیدا کر دی پھر تو اس نے بالکلیہ انکے عقائد سے توبہ کی اور اچھی حالت پر ہو گیا۔ انتہی۔

اس حدیث سے کئی امور مستنبط اور ثابت ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ جہاں آنحضرت ﷺ کا دست مبارک لگ گیا اس مقام کو ہمیشہ ایک خصوصیت

اور برکت حاصل ہوگئی پھر کبھی تو حق تعالی نے اسکے آثار ظاہر بھی فرمادیئے اور اگر کبھی ظاہر نہ فرمائے تو اس مقام میں برکت تو ضرور رکھی اسی وجہ سے بخاری شریف وغیرہ کتب صحاح سے ثابت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماثر کو تلاش کرنے میں نہایت اہتمام کیا کرتے تھے انشاء اللہ تعالی کسی مقام میں یہ بحث بھی مفصل آجائیگی۔

دوسرا یہ کہ ان آثار کے ظہور کیلئے وہ مقامات خاص کئے جاتے تھے جو برگزیدہ ہوں پھر جہاں کسی قسم کی ان میں خرابی آگئی وہ آثار اور صلاحیت وہاں سے جاتی رہی تا کہ طالبان حق کو اس سے عبرت حاصل ہو تیسرا یہ کہ ان آثار کے اثر کے لئے بھی وہی لوگ خاص کئے جاتے تھے جو اہل حق ہوں یعنی اس برکت کے قابل اہل ایمان ہی ہوا کرتے تھے اہل باطل کو اس طرف توجہ نہ تھی۔

چوتھا یہ کہ جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ شفقت دست مبارک لگادیا عقائد باطلہ کا اثر اسکے دل میں ہونے نہ پایا دیکھ لیجیئے اگر اس شخص کے دل میں اول عقائد کا پورا اثر ہوجاتا تو پھر اس کے رجوع کی امید نہ تھی جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوا اور انشاء اللہ تعالی آئندہ بھی معلوم ہوگا کہ اس فرقہ کے عقائد کا پورا اثر جس کے دل میں ہوجاتا ہے تو

کبھی راہ راست پر نہیں آتا۔ احادیث و آثار جو خوارج کے باب میں ہیں اس کثرت سے وارد ہیں کہ ان کی نقل کیلئے کئی جز چاہئے جن لوگوں کو حق تعالی نے فہم سلیم دیا ہے اتنا بھی انکے لئے کافی ہے ہر چند یہ فرقہ خاص ان عقیدوں کے ساتھ جس پر بانی مذہب نے بنا کیا معلوم نہیں اب تک موجود ہے یا نہیں مگر اتنا تو یقین ہے کہ اس رفتار پر چلنے والوں سے کوئی زمانہ خالی نہ ہوگا اس لئے کہ اوپر معلوم ہو چکا کہ مسلمانوں کو گمراہ اور مردود بنانے کے باب میں شیطان کے پاس بے ادبی اور بے باکی سے بہتر کوئی طریقہ نہیں جسکا تجربہ خود اس کی ذات پر ہو چکا ہے اور بے باکیاں اور بے ادبیاں اس فرقہ کے اصول میں داخل ہیں اور سوائے اس کے اس حدیث شریف سے یہ بات بھی ظاہر ہے۔

عن ابی جعفر الفراء مولی علی رضی الله عنه قال شهدت مع علی رضی الله عنه النهر فلما فرغ من قتلهم قال اطلبوا المخرج فطلبوه فوجدوه فی وهدة رجل اسود منتن الريح فی موضع يده كهيئة الثدی عليه شعرات فلما نظر اليه قال صدق الله ورسوله فسمع احد ابنيه اما الحسنؓ او الحسينؓ يقول الحمدلله الذی اراحا امة محمدﷺ من هذه العصابة فقال علی رضی الله عنه

لو لم يبق من امة محمد ﷺ الا ثلثة لكان احدهم على رأى هولاء انهم لفى اصلاب الرجال وارحام النساء كذا فى كنز العمال ﴿حديث: ١١٨١، ص: ٢٧٧، جلد: ١١، جديد﴾

ترجمہ: ابوجعفر فراء کہتے ہیں کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہروان کی لڑائی میں شریک تھا جب علی رضی اللہ عنہ ان کے قتل سے فارغ ہوئے فرمایا اس شخص کو ڈھونڈو جسکا ہاتھ ناقص ہے چنانچہ اس شخص کی لاش ملی وہ شخص سیاہ فام تھا اور اس سے بدبو آتی تھی اور اس کے ہاتھ کہ جگہ بشکل پستان ایک گوشت پارہ تھا جس پر چند بال تھے۔ علی رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھ کر فرمایا: سچ کہا خدائے تعالی اور اس کے رسول ﷺ نے اور انھوں نے امام حسن یا امام حسین علیہما السلام کو یہ کہتے سنا: 'خدا کا شکر ہے کہ جس نے امت محمدی کو ایسی صحیح پیشن گوئیاں دکھلائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر محمد ﷺ کی امت میں سے صرف تین ہی شخص رہ جائیں ان میں بھی ایک شخص اس فرقہ کی رائے اور طریقہ پر ہوگا وہ لوگ ہنوز مردوں کی پیٹھ اور عورتوں کے رحم میں ہیں روایت کیا اسکو طبرانی نے اوسط میں انتہی۔

اور اس حدیث شریف سے بھی یہی ثابت ہے کہ یہ فرقہ کئی بار ظہور کریگا۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللهﷺ يخرج ناس من المشرق يقرء ون القرآن لا يجاوز تراقيهم كل ما قطع قرن نشأ قرن حتى يكون آخرهم يخرج مع مسيح الدجال، حم طب ك حل﴿کنزالعمال، حدیث:۸۷۵، ص:۱۸۰، جلد:۱۱، جدید﴾

ترجمہ: روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہﷺ نے کہ کئی لوگ مشرق کے طرف سے نکلیں گے پڑھیں گے وہ قرآن مگر ان کے حلق کے نیچے نہ اتریگا جب ایک سینگھ کاٹا جائیگا تو دوسرا نکلے گا یعنی جب ایک فرقہ کا استیصال کیا جاویگا تو دوسرا ظہور کریگا یہاں تک کہ وہ آخر میں دجال کے ساتھ رہیں گے۔ روایت کی اسکو امام احمد اور طبرانی اور حاکم وغیرہ نے۔انتہی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خوارج بھی مشرق ہی کے طرف سے نکلے اور وہابی بھی جنکا فتنہ مدتوں ملک عرب میں رہا غالبا یہ وہی فرقہ ہے جس کی طرف اس حدیث شریف میں اشارہ ہے۔

عن ابن عمر رضى الله عنه قال قال رسول اللهﷺ اللهم بارك لنا فى شامنا وفى يمننا قال قالوا وفى نجدنا قال قال اللهم بارك

لنا فی شامنا وفی یمننا قالوا وفی نجدنا قال قال ھنالك الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان رواہ البخاری

﴿کنزالعمال،ص:۱٤۱، جلد: اول﴾

ترجمہ: روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ایک بار آنحضرت ﷺ نے دعا کی کہ الٰہی ہمارے شام اور یمن میں برکت دے صحابہ علیہم الرضوان نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں۔ مقصود یہ کہ نجد کو بھی حضرت ﷺ دعا میں شریک فرمالیں پھر وہی دعا کی کہ الٰہی ہمارے شام اور یمن میں برکت دیجیو پھر صحابہ نے نجد کے لئے عرض کی حضرت ﷺ نے فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہاں شیطان کا سینگھ نکلے گا۔ روایت کی اس کو بخاری نے۔ انتہی۔

اس حدیث شریف سے بتصریح معلوم ہوا کہ نجد سے فتنے برپا ہونگے اور اوپر کی حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ مشرق سے نکلیں گے اگرچہ شرق عام ہے کہ ہندوستان بھی مدینہ طیبہ کے شرق ہی میں واقع ہے مگر مدینہ طیبہ کے عام وخاص لوگ نجد ہی کو شرق اور وہابیوں کو شرقی کہا کرتے ہیں جن کی اقامت ملک نجد میں ہے پس معلوم ہوا کہ ان حدیثوں سے وہابیوں کا فتنہ مراد ہے پھر آنحضرت ﷺ نے انکی چند علامتیں بیان

فرمائیں منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ مشرق سے نکلیں گے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا اور ایک یہ کہ بات نہایت عمدہ کہیں گے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ' قال قال رسول اللہ ﷺ یخرج فی آخر الزمان سفھاء الاحلام یقولون من قول خیر البریۃ یقرء ون القرآن بالسنتھم لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ فمن لقیھم فلیقتلھم فان فیہ اجرا لمن قتلھم کذا فی کنز العمال ﴿کنزالعمال کتاب الفتن، ص:۴۹، جلد:۱۱﴾۔

ترجمہ: روایت ہے ابن مسعود سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نکلیں گے آخر زمانہ میں بیوقوف لوگ بات نہایت اچھے لوگوں کی سی کہیں گے اور قرآن پڑھیں گے مگر وہ انکے حلق سے نیچے نہ اترے گا جو شخص ان سے ملے چاہئیے کہ ان کو قتل کر ڈالے کیونکہ ان کے قتل میں ثواب ہے۔ انتہی۔

ظاہر ہے کہ ان کا دعوی یہی تھا کہ شرک و بدعت کو مٹاتے ہیں اور ایک علامت یہ ہے کہ وہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے چنانچہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ یخرج من

امتی قوم یقرء ون القرآن لا یجاوز حناجرهم یقتلون اهل الاسلام فاذا خرجوا فاقتلوهم ثم اذاخرجوا فاقتلوهم فطوبی لمن قتلهم و طوبیٰ لمن قتلوه کلما طلع منهم قرن قطعه الله عزوجل۔ حم کذا فی کنزالعمال حدیث: ۸۸۰، ص: ۱۸۱، جلد: ۱۱، جدید۔

ترجمہ: روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نکلے گی ایک قوم میری امت سے کہ قرآن پڑھیں گے مگران کے حلق سے نہ اترے گا قتل کریں گے وہ اہل اسلام کو خوشخبری ہے اسکو جس نے انہیں قتل کیا اور جسکو انہوں نے شہید کیا جب کوئی شاخ انکی نکلے گی حق تعالی اس کو قطع کردیگا۔ روایت کی اسکو امام احمد نے۔ انتھی۔

یہ بات ثابت ہے کہ ہزارہا مسلمانوں کو ان لوگوں نے قتل کرکے حرمین شریفین اور تمامی ملک عرب پر تسلط کرلیا تھا اب بے باکی کو انکی دیکھئے حق تعالی فرماتا ہے:

ومن یرد فیه بالحاد بظلم نذقه من عذاب الیم۔ القرآن الحکیم الآیة: ۲۵، سورة الحج

یعنی جو شخص مسجد حرام میں شرارت سے کجروی کرنا چاہے چکھائیں گے

ہم اسکو عذاب دردناک۔ انتہی

حافظ محی السنۃ بغوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کرتے ہیں۔ ان تقتل فیه من لا یقتلک او تظلم من لا یظلمک ﴿۳۹ بصف ثانی﴾ یعنی الحاد بظلم یہ ہے کہ قتل کرے تو اس شخص کو جو تجھکو نہ مارے یا ظلم کرے تو اس پر جو تجھ پر ظلم نہ کرے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے لو ان رجلا ھم بخطیئة لم یکتب علیه ما لم یعملها ولو ان رجلا ھم بقتل رجل بمکة وھو بعدن او ببلاد آخر اذاقه الله من عذاب الیم ۔اگر کوئی کہیں گناہ کا قصد کرے تو جب تک اسکا وقوع نہ ہوگا گناہ لکھا نہ جائیگا بخلاف اس کے کہ جو شخص مکہ میں رہتا ہو تو اسکے قتل کے قصد پر عذاب الیم چکھایا جائے گا اگرچیکہ قصد کرنیوالا عدن میں ہو یا دوسرے شہر میں۔ اور مدینہ طیبہ کی نسبت ارشاد ہے۔

عن عائشة بنت سعد رضی الله عنها قالت سمعت سعدا قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یکید اھل المدینة احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء رواہ البخاری ﴿باب اثم من کاد اھل المدینه، ص:۲۵۲، جلد:۱﴾۔

یعنی بخاری شریف میں روایت ہے سعد سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص مدینہ والوں کے ساتھ مکر وحیلہ کرے تو ایسا گلے گا جیسا نمک پانی میں پگھلتا ہے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں اس حدیث کے تحت میں مسلم کی روایت نقل کرتے ہیں کہ: **قال رسول اللہ ﷺ لا یرید احد اھل المدینۃ بسوء الا اذابہ اللہ فی النار ذوب الرصاص او ذوب الملح فی الماء** ﴿باب اثم من کاد اہل المدینۃ، ص:۸۱، جلد:۴﴾ یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص مدینہ والوں کو برائی پہنچانے کا ارادہ کرے گلائے گا اس کو حق تعالی دوزخ میں مثل سیسہ کے یا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔ انتھی

جب مکہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ میں قتل اور برائی کے ارادہ پر یہ سزائیں ہوں تو جنہوں نے وہاں قتل عام کیا اور وہ اذیتیں پہنچائیں جس سے ہزار ہا لوگ جلاوطن ہوگئے ان کا کیا حال ہوگا۔ اور ایک علامت اس قوم کی یہ کہ قرآن پڑھینگے جیسا کہ کئی حدیثوں سے یہ بات معلوم ہوچکی۔ قرآن شریف پڑھنے کا اس قوم میں اس قدر اہتمام تھا کہ دلائل الخیرات کے صدہا نسخے جلادئے تا کہ اسکا وقت بھی تلاوت قرآن ہی میں صرف ہو جیسا کہ درر السنیۃ میں مذکور ہے ایک علامت یہ ہے کہ اس قوم میں جو کوئی داخل ہو

اسکے پھرنے کی توقع نہیں۔

عن ابی بردة رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ یخرج فی آخر الزمان قوم کان هذا منهم یقرء ون من القرآن لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمیة ثم لا یرجعون الیه سیماهم التحلیق لا یزالون یخرجون حتی یخرج آخرهم مع المسیح الدجال فاذا لقیتموهم فاقتلوهم هم شر الخلق والخلیقة، ش حم ن طب ك، کذا فی کنز العمال﴿کنزالعمال، حدیث ۸۸۱، جلد: قدیم ، سادس﴾

ترجمہ: روایت ہے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا: رسول اللہﷺ نے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی وہ قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نہ اتریگا اسلام سے وہ ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر نہ پھریں گے اسلام کی طرف، علامت انکی یہ ہے کہ سر منڈایا کریں گے یہ قوم ہمیشہ خروج کرتی رہیگی یہاں تک کہ آخر دجال کے ساتھ ہونگے جب کبھی تم ان سے ملو انکو قتل کرڈالو کیونکہ وہ کل آدمیوں اور جانوروں سے بدتر ہیں۔ روایت کی اسکو ابن ابی شیبہ اور امام احمد نسائی طبرانی اور حاکم نے۔ انتھی۔

اس میں شک نہیں کہ کوئی باطنی نکبت اس فرقہ میں ضرور ہے جسکی وجہ سے مخبر صادق ﷺ نے فرمایا کہ پھر وہ دین میں نہ آئیں گے مگر بظاہر ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ حمایت توحید اور دفع شرک و بدعت کے غرور میں محبوبان بارگاہِ الٰہی کی نہ صرف توہین کرتے ہیں بلکہ مثل اصول دین کے تعلیم و تعلم میں اسکو داخل کرتے ہیں جسکی وجہ سے غیرت الٰہی انکو تباہ کر دیتی ہے اور ایک علامت یہ کہ بنی تمیم سے ہونا جیسا کہ دررالسنیہ میں کتاب جلاء الظلام سے نقل کیا ہے ﴿باب اخبار النبی ﷺ با بن عبد الوہاب واتباعہ، ص:۱۷۸﴾ کہ ظن غالب ہے کہ محمد ابن عبدالوہاب ذو الخویصرہ تمیمی کی اولاد سے ہوگا جس کی خبر آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں دی ہے۔

عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه ان النبی ﷺ قال ان من ضئضئی هذا او فی عقب هذا قوما یقرء ون القرآن لا یجاوز حناجرهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة یقتلون اهل الاسلام ویدعون اهل الاوثان لئن ادرکتهم لا قتلنهم قتل عاد۔ رواه البخاری۔

ترجمہ: روایت ہے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: نبی ﷺ نے

کہ اس شخص کے خاندان یا نسل میں ایک قوم ہو گی کہ وہ قرآن پڑھیں گے مگر انکے حلق سے نہ اتریگا دین سے وہ ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اگر میں انکو پاتا تو قتل کرتا مثل قوم عاد۔ انتھی۔ روایت کیا اسکو بخاری نے۔ انتھی۔

اس شخص کا نام ذوالخویصرہ تھا چنانچہ اس حدیث سے ظاہر ہے جو مسلم شریف میں ہے۔

عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال بینا نحن عند رسول اللهﷺ وهو یقسم قسما اتاه ذوالخویصرة وهو رجل من بنی تمیم فقال یا رسول اللهﷺ اعدل قال رسول اللهﷺ ویلك ومن یعدل اذا لم اعدل قد خبت وخسرت ان لم اعدل فقال عمر بن الخطاب یا رسول اللهﷺ ائذن لی فیه اضرب عنقه قال رسول اللهﷺ دعه فان له اصحابا یحقر احد کم صلوته مع صلوتهم وصیامه مع صیامهم و یقرء ون القرآن لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمیة﴾مسلم شریف ، باب بیان الخوارج واحکامهم، جلد:۱،

ص: ۳۴۱﴾۔

ترجمہ: روایت ہے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ ایک بار ہم لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے حضرت ﷺ کچھ مال تقسیم فرمارہے تھے کہ بنی تمیم کے قبیلہ والا ایک شخص آیا جسکا نام ذوالخویصرہ تھا اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! عدل کیجئے فرمایا حضرت ﷺ نے: خرابی ہو تیری اگر میں نہ عدل کروں تو پھر کون کریگا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو اسکی گردن ماروں فرمایا: جانے دو اس کے ساتھ والے ایسے لوگ ہونگے کہ تم اپنی نماز و روزہ کو انکی نماز و روزہ کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے وہ قرآن پڑھیں گے مگر حلق سے آگے نہ بڑھے گا اسلام سے وہ ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکلتا ہے۔ روایت کیا اس کو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے۔ انتہی ملخصا۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہے کہ ذوالخویصرہ قبیلہ بنی تمیم سے تھا اور ابن عبدالوہاب بھی تمیمی ہے تعجب نہیں کہ اس کی نسل سے ہو اور اگر نہ بھی ہو تو ہم خاندان ہونے میں شک نہیں اور ایک علامت یہ ہے کہ سر کے بال منڈوایا کریں گے جیسا کہ کئی حدیثوں سے ابھی معلوم ہو چکا۔

عن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ یخرج قوم من

المشرق حلقان الرؤوس یقرء ون القرآن لا یجاوز حنا جرھم طوبی لمن قتلوہ وطوبی لمن قتلھم۔ ابو نصر السجزی فی الابانۃ والخطیب وابن عساکر کذا فی کنز العمال ﴿الحدیث:٨٧٤، جلد :١١﴾۔

ترجمہ: روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک قوم مشرق سے نکلے گی جو سر منڈوائے ہوئے ہونگے پڑھیں گے وہ قرآن مگر انکے حلق سے نہ اتریگا خوشخبری ہے اسکو جو انکے ہاتھ سے شہید ہوا اور جس نے ان کو قتل کیا انتھی۔

درر سنیہ میں بخاری اور مسلم سے یہ روایت نقل کیا ہے ﴿باب اخبار النبی ﷺ بابن عبد الوہاب واتباعہ، ص:١٧١﴾ کہ

قال رسول اللہ ﷺ یخرج ناس من المشرق ویقرئون القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ لا یعودون فیہ حتی یعود السھم الی فوقہ سیماھم التحلیق ﴿باب قرأۃ الفاجر والمنافق اصواتھم وتلاوتھم لا یجاوز حناجرھم﴾

جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مشرق کی طرف سے ایک فرقہ نکلے گا کہ قرآن

پڑھیں کے مگر نکل جائیں گے دین سے پھر نہ لوٹیں گے جیسے تیر شکار سے نکل کر لوٹتا نہیں علامت انکی یہ ہے کہ سر منڈوایا کریں گے۔ انتھی۔

پھر قول عبدالرحمٰن اہدل مفتی زبید کا نقل کیا کہ ابن عبدالوہاب کے رد میں کوئی کتاب لکھنے کی ضرورت نہیں صرف یہ نشانی کافی ہے جسکی خبر مخبر صادق ﷺ نے دی ہے کہ ﴿سر منڈوایا کرینگے﴾ کیونکہ اس شخص نے جیسا سر منڈوانے میں اہتمام کیا تھا کسی فرقہ میں نہ ہوا اس نے دستور ٹھیرا دیا تھا کہ جو شخص اس کی ملت میں داخل ہو اسکو سر منڈوانا ضرور ہے یہاں تک کہ عورتوں میں بھی یہ حکم جاری کر دیا تھا ایک روز کسی عورت گرفتار سے بحسب عادات سر منڈوانے کو کہا اس نے جواب دیا کہ عورتوں کے سر کے بال اور مردوں کی ڈاڑھیاں برابر ہیں اگر مردوں کی ڈاڑھیاں منڈوائی جائیں تو عورتوں کے سر کے بال منڈوانا بجا ہوگا یہ سنکر مبہوت ہو گیا اور کچھ جواب نہ دے سکا ﴿الدرر السنیۃ باب اخبار النبی ﷺ بابن عبدالوہاب واتباعہ، ص:۱۷۲﴾

الحاصل علامت مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ مخبر صادق ﷺ فرقہ وہابیہ کے نکلنے کی خبر دے چکے ہیں اور جو علامتیں بیان فرمائیں سب اس میں پائی گئیں اور سوائے احادیث مذکورہ بالا کے درر سنیہ میں کئی

حدیثیں نقل کیئے جن میں علامتیں اس گروہ کی مذکور ہیں اور وہ سب ان میں پائی گئیں احادیث مذکور سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ فرقہ خوارج کی وہ ایک شاخ ہے مگراس وجہ سے کہ نئے طور پراس کا خروج ہوا اسلئے اسکا نام جداگانہ قرار پایا اوراس کے بانی کی طرف منسوب کیا گیا اسی وجہ سے یہ لوگ محمدی کہلاتے ہیں مگر محتاط علماء نے جب دیکھا کہ عوام الناس انکوضرور گالیاں دینگے اور اسمیں توہین لفظ نام مبارک ہوگی کی اسلئے محمد ابن عبدالوہاب کے نام سے جزءدوم کی طرف منسوب کر کے باختصار لفظ وہابی مقرر کیا۔غرض وہابی اورمحمدی کے یہاں ایک معنی ہیں،محمد ابن عبدالوہاب کا مجملا حال یہ ہے ﴿سنہ ۱۱۱۱ھ گیارہ سو گیارہ﴾ میں وہ پیدا ہوا اور بعد کسی قدر تحصیل علم کے ﴿سنہ ۱۱۴۳ھ گیارہ سو تینتالیس﴾ میں اپنے خیالات فاسدہ کو رواج دینے کے واسطے خطہ نجد میں گیا پہلے صرف اسی بات پرزور دیا کہ اس زمانہ میں شرک ہر طرف پھیل گیا ہے اور اسلام کی حالت روز بروز گھٹتی جارہی ہے اس وقت ہر مسلمان پر واجب ہے کہ توحید کو رواج دینے اورشرک کو مٹانے کی فکر کرے چونکہ یہ دعویٰ قابل تسلیم تھا لوگ اس کے دام میں پھنسنے لگے چنانچہ سنہ ﴿۱۱۵۰ھ گیارہ سو پچاس﴾ میں اسکی شہرت ہوئی اور درعیہ اور اسکے اطراف وجوانب کے لوگ اسکے تابع

ہو گئے اور روز بروز ترقی ہونے لگی جب کسی قدر مجمع ہو گیا جہاد پر آمادہ ہوا اور اپنے ہوا خواہوں کو جمع کر کے لکچر دیا کہ سوائے اس خطہ کے اسوقت کل روئے زمین پر شرک پھیلا ہوا ہے اور سوائے تم چند شخصوں کے جتنے لوگ آسمان کے تلے ہیں سب مشرک ہیں اب ہمکو ضرور ہے کہ جہاد کر کے مشرکوں کو قتل کریں تمہیں یاد رہے جو کوئی مشرک کو قتل کرتا ہے اس کیلئے جنت ہے پھر سب سے بیعت لیکر جہاد کا حکم دیا۔ یہ فتنہ ایک مدت تک رہا اس قوم نے ہزار ہا مسلمانوں کو شہید اور جلا وطن کر دیا اور حرمین شریفین پر قبضہ کر کے کئی سال بالاستقلال حکمرانی کی آخر سنہ ۱۲۲۷ھ ﴿بارہ سو ستائیس﴾ میں بحکم سلطان محمود حرمین وغیرہ سے نکالے گئے مادہ تاریخ انکے اخراج کا قطع دابر الخوارج ﴿۱۲۲۷ھ﴾ ہے اس فتنہ کی کسی قدر تفصیل اور حال ان مصیبتوں کا جو اہل حرمین شریفین پر گذریں شیخ دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ نے الدرر السنیہ میں لکھا ہے ﴿بیان نشأتہ وظہور امرہ، ص: ۱۴۸﴾ اس فرقہ کو بھی مثل خوارج کے عمل میں نہایت اہتمام تھا یہاں تک کہ تارک فرض کو کافر حلال الدم سمجھتے اور توحید میں انکو اس قدر غلو تھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والے اور بزرگوں سے مدد مانگنے والے کو کافر سمجھتے ابن عبدالوہاب ہر جمعہ کے خطبہ میں کہا کرتا کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل

کرے وہ کافر ہے اور زیارت قبور ناجائز سمجھی جاتی تھی چنانچہ لکھا ہے کہ ایک قافلہ احسا سے مدینہ طیبہ کو آنخضرت ﷺ کی زیارت کیلئے گیا تھا واپسی کے وقت جب درعیہ پہنچا جہاں وہ تھا اس نے انکی یہ سزا ٹھیرائی کہ ڈاڑھیاں سب کی منڈ وائی جائیں اور گدھوں پر اس رسوائی کے ساتھ سوار کئے جائیں کہ دم کی طرف منہ ہو اور یہی حالت احسا تک رہے جہاں انکا گھر ہے تا کہ تشہیر ہو جائے کہ جو شخص آنخضرت ﷺ کی زیارت کو جائے اسکی یہ سزا ہے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ﴿الدرر السنیہ ،ص:۱۴۱﴾ بدعت سے ان لوگوں کو اس قدر احتراز تھا کہ صدہا دلائل الخیرات اور دوسرے علوم کی کتابیں جلادی گئیں ﴿الدرر السنیہ ،ص:۱۴۲﴾ اس میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ نابینا اذان کے بعد منارہ پر بآواز بلند درود شریف پڑھا کرتے تھے ابن عبدالوہاب نے ان کو منع کیا جب انہوں نے نہ مانا قتل کر ڈالا اور کہا کسی عورت کے گھر سے رباب کی آواز درود کی آواز سے بہتر ہے جو مناروں پر پڑھا جائے اور مولود شریف کسی کو پڑھنے نہ دیتا صرف ونحو وفقہ وغیرہ علوم کے مطالعہ سے منع کرتا ﴿الدرر السنیہ ،ص:۱۴۲﴾۔ اسکا قول تھا کہ اصل شریعت ایک تھی ان لوگوں کو کیا ہوا جو اس میں چار مذہب کر دئے کبھی کہتا کہ قول ائمہ اربعہ بالکل قابل اعتبار نہیں اور کبھی کہتا وہ تو

حق پر تھے مگران کے اتباع کتابیں تصنیف کر کے خود گمراہ ہوئے اور لوگوں کو گمراہ کیا ﴿الدرر السنیہ ، ص:۱۴۴﴾۔

شیخ سلیمان بن سحیم بن حنبلی نے جو معاصر ابن عبد الوہاب کے ہیں ایک استفتا کیا جسکا جواب علامہ احمد بن علی قبیتانی نے دیا ہے استفتا میں لکھا ہے کہ ابن عبد الوہاب نے یہاں اقسام کی بدعتیں نکالیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے پر کمر باندھی ہے منجملہ انکے چند یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر ہر جمعہ کے دن اور رات میں درود پڑھنے سے منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ایسی بدعت ہے کہ اس سے آدمی دوزخی بن جاتا ہے ﴿باب ردود اہل العلم علی محمد بن عبد الوہاب، ص:۱۴۲﴾ دلائل الخیرات اور روض الریاحین کے کئی نسخے اس نے جلا دئے اسکا قول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے نام پر لفظ سیدنا کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ کبھی جو قدرت ہوگی قبہ شریف کو آنحضرت ﷺ کے ڈھادیگا۔ زید بن خطاب اور ان کے ساتھ والے صحابہ علیہم الرضوان کی قبروں کو کھدوا ڈالا۔ غرضکہ اسکے بے باکیاں اور گستاخیاں کوئی شمار و حساب نہیں رکھتے اس سے بڑھکر کیا ہو کہ خود آنحضرت ﷺ کی نسبت کمال بے ادبی کے الفاظ کہتا ہے اور سنکر چپ رہتا ہے چنانچہ رسول کے معنی طارش کہتا ہے جو ان لوگوں کی

زبان میں ہرکارہ کو کہتے تھے اور اسکی اتباع کہتے تھے کہ جتنا اس عصا سے کام نکلتا ہے اتنا بھی ان سے نہیں نکلتا اور وہ ایسی باتیں سنکر خوش ہوتا اور سوائے اسکے صدہا خرافات ان لوگوں کے زبان زد تھے ﴿باب ردود اہل العلم علی محمد بن عبدالوہاب، ص: ۱۴۵﴾ یہ فرقہ نجد میں اب تک موجود ہے اہل انصاف غور کر سکتے ہیں کہ کون مسلمان ایسا ہوگا کہ ان اعتقادوں کو پسند کرے گا مگر ہمارے حضرات زیادتی کر کے ادنیٰ احتمال پر کسی کو بھی وہابی کہہ دیتے ہیں جو قطع نظر فتنہ وفساد کے شرعا جائز بھی نہ ہوگا۔

☆☆☆